10

قال علیه السّلام : اتَّبِعُوا السِّوَادَ الأعْظَمَ فَإنَّهُ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ .

—رواه الترمذي وابن ماجة—

درآوان میمنت اقتران رسالہ ہدایت ترجمان وبیان حقیقت مذہب پیشواے جہان مسمّٰی بہ

عمدۃ البیان
فی
اعلانِ مناقب النُّعمان

{۱۲۸۵ھ/ ۱۸۶۸ء}

تالیف: علامہ زمان مولوی غلام دستگیر ہاشمی قصوری سلمہ المنان
شاگرد حضرت میاں صاحب قصوری رضی عنہ الرحمان
ترجمہ: مفتی محمد سعید صابر نعیمی

[درمطبع مصطفائی امیرالدین لاہوری منطبع کردید]

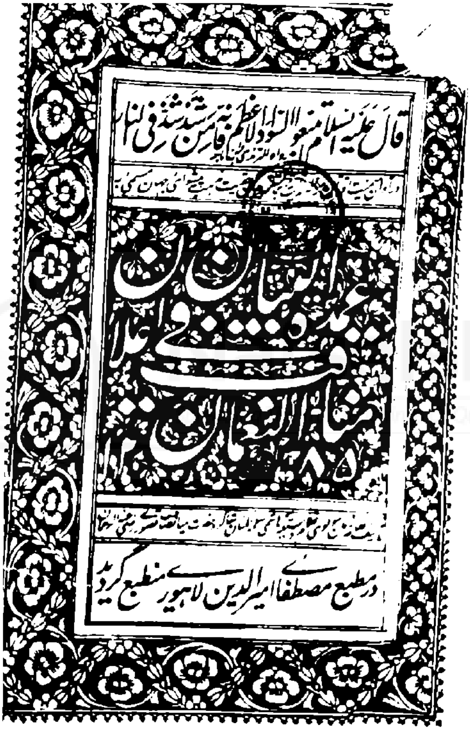

قال علیہ السلام اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار

عمدۃ البیان فی اعلان مناقب النعمان

۱۲۸۵

در مطبع مصطفائی امیر الدین لاہور منطبع گردید

[باہتمام امیر الدین لاہوری مطبع مصطفائی سے شائع شدہ نسخے کا سرورق]

◆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللھم صل وسلم علی سیدنا حبیبک محمد و عترته بعدد کل معلوم لک .

ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة و قنا عذاب النار .

الحمد لمستأهله وحده والصلوة والسلام علی من لا نبی بعده و علی آله و صحبه الذین راعوا عهده .

اے اللہ عزوجل! اپنے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی عترت پر اپنے علم ازلی کے مطابق درود وسلام بھیج۔

اے ہمارے رب! ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں عذاب دوزخ سے محفوظ رکھ۔ تمام تعریفوں کا مستحق اللہ وحدہٗ ہے اور سلام ہو ان پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور آپ کی آل واصحاب پر سلام ہو اور جنہوں نے آپ کے ساتھ کیے ہوئے عہد و پیمان کو ملحوظ خاطر رکھا۔

---

(۱) یہ بات پیش نظر رہے کہ اس کتاب میں عربی عبارات کا فارسی میں ترجمہ کیا گیا ہے اور اکثر عبارات کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے تاکہ طول نہ ہو اور بعض کتب کی متفرق عبارات کو یک جا کر کے لکھ دیا ہے تاکہ ناظرین کو تشویش لاحق نہ ہو اور جملہ منقول منہا (کتب) موجود ہیں جس کسی کو شک ہو وہ ان میں اور میری کتاب کے اختتام پر دیکھ لے۔ ۱۲ منہ (مولانا قصوری نے یہ رسالہ فارسی میں لکھا تھا اور ہم اس کا اردو ترجمہ پیش کر رہے ہیں، اصل فارسی متن اہل سنت کی معروف ویب سائٹ نفس اسلام ڈاٹ کام (www.Nafseislam.com) پر موجود ہے وہاں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ مرتبین)

☆ عبارات اختصار کے ساتھ جامع لکھی گئی ہیں یعنی اس کتاب کی عبارت تمام ہو گئی ہے اور ردالمحتار کی عبارت میں یہ لفظ کتب منقولہ کی عبارات کے اختتام میں بکثرت آتا ہے جیسا کہ اس رسالہ میں بھی آئے گا۔ منہ کان اللہ لہ

حمد و ثنا کے بعد اس زمانہ میں بے وقوف احمق عوام اور نیم ملایان جن کے آبا و اجداد حنفی المذہب تھے اپنی نمازوں میں انتقالات کے وقت رفع یدین اور اونچی آواز میں بسم اللہ اور آمین اور دیگر حالات کے تحت جو اعمال کرتے ہیں ان کو حدیث کے مطابق خیال کرتے ہیں اور حضرت سراج الامۃ رضی اللہ عنہ کے مذہب کو جن پر جمہور اور سواد اعظم اس کے تابع ہیں ان کو خلاف حدیث اور مطابق رائے سمجھتے ہیں حالانکہ یہ لوگ خود ہوائے نفس کو معبود بنائے بیٹھے ہیں اور محرمات فاحشہ جیسے حسد، غیبت، کبر، ظلم اور خیانت میں منہمک ہیں اور حرام خوری تباہ کاری کے دل دادہ ہونے میں ید طولیٰ رکھتے ہیں، بخل و حرص تو ان کی معمولی عادت ہے۔

ان امور کو مذموم و قبیح کہنا حالانکہ یہ قرآن و حدیث میں مذکور علما کی زبان پر مشہور اور کتب دینیہ میں مسطور ہیں– معاذ اللہ– اس جگہ حدیث پر عمل کرنے کو چھوڑ بیٹھے ہیں، خود پسندی و خواہش نفس کو مدنظر رکھے ہوئے ہیں، ارکان دین اور مقتدایان مسلمین کو اپنی مثل شمار کرتے ہیں اور اہل سنت کے اجماع شدہ مسائل پر اعتراض کرتے ہیں۔

اس صورتِ حال میں یہ واجب ہو گیا ہے کہ امام ائمہ کمال کے فضائل و مناقب، احوال کرامت اور آپ کے بعض مقلدین جو لوگوں کے لیے مقتدا و سند ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کے مذہب حقہ کے بعض مسائل کو اختصار و اجمال کے ساتھ بیان کروں، اگر توفیق ہادی عز و جل رفیق ہوئی تو انکار اقرار میں بدل جائے گا اگر چہ اس معنی میں علمائے سلف و خلف کی مساعی مشکورہ کے دفاتر منصۂ شہود پر آئے ہیں چونکہ ہمارا انباء جنس قصور میں ہے اور کتب قدیم کے مطالعہ سے خالص اللہ عز و جل اور اس کی رضا کے لیے چند سطریں منقولات صحیحہ سے نقل کرتا ہوں اور علما کی نظر میں یہ اوراقِ پسندیدہ، برادرانِ دین اور اربابِ یقین کے لیے بطور ہدیہ پیش کرتا ہوں اور اللہ بہترین کارساز ہے اور اس رسالہ کا تاریخی نام ’عمدۃ البیان فی اعلان مناقب النعمان‘ [۱۲۸۵ھ] ہے۔

یہ رسالہ مقدمہ، تین باب اور خاتمہ پر مشتمل ہے۔

مقدمہ

علمائے ربانیینّ کی علامات کے بیان میں

یہ بات پیش نظر رہے کہ علمائے ربانیین جو علمائے آخرت سے موسوم ہیں اور حق عزوجل نے ان کی شان میں فرمایا ہے :

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءُ ٥ (سورۂ فاطر:۲۸/۳۵)

بے شک اللہ عزوجل سے اس کے عالم بندے ہی ڈرتے ہیں۔

اور رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ان کے حق میں ارشاد فرمایا :

ان العلماء ورثة الانبياء . (۱)

بے شک علماء انبیاء کے وارث ہیں۔

فضل العالم على العابد كفضلي على أدناكم . (۲)

اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے ادنی پر ہے۔

ان دونوں احادیث کو ترمذی نے روایت کیا۔

(علمائے ربانیین یا علمائے آخرت) بارہ (۱۲) علامات رکھتے ہیں۔ حجۃ الاسلام امام غزالی نے احیاء العلوم میں علمائے دنیا خبیث کی مذمت میں بہت سی احادیث نقل کرنے کے بعد علمائے آخرت کی علامات بیان کی، ان دلائل آیات واحادیث کا حاصل کلام یہ ہے :

چنانچہ فرماتے ہیں تحقیق بلند مراتب پر فائز اور بارگاہ الٰہی کے مقربین کو علمائے آخرت کہتے ہیں اور ان کی خاص علامات یہ ہیں :

---

(۱) صحیح بخاری:۲۴/۱ حدیث: ۶۷ ...... سنن ترمذی:۴۸/۵ حدیث: ۲۶۸۲ ...... سنن ابوداؤد:۳۵۴/۳ حدیث: ۳۶۴۳ ...... سنن ابن ماجہ:۸۱/۱ حدیث: ۲۲۳ ...... صحیح ابن حبان:۲۸۹/۱ حدیث: ۸۸۔

(۲) سنن ترمذی:۵۰/۵ حدیث: ۲۶۸۵ ...... معجم کبیر طبرانی:۲۳۳/۸ حدیث: ۷۹۲۷ ...... جامع الاحادیث سیوطی: ۴۴۲/۱۴ حدیث: ۱۴۶۸۷ ...... جامع الاصول فی احادیث الرسول:۲۲۷/۹ حدیث: ۶۸۱۸۔

پہلی علامت: اپنے علم کے عوض دنیا کو طلب نہیں کرتے ہیں کیونکہ یہ عالم کے درجات سے کم تر ہے کہ وہ اس دنیا کی کمینگی کو پائے۔ اور اس دنیا کو حقارت کی نظر سے دیکھنا آخرت میں اس کی بزرگی وجلالت کا سبب ہے۔

دوسری علامت: اس کا کردار اس کی گفتار کا مخالف نہ ہوگا اور کسی چیز کو اس وقت تک کرنے کا حکم نہیں دیتا جب تک خود اس پر عمل پیرا نہ ہو جائے تا کہ حق تعالیٰ کے اس فرمان کی وعید میں داخل نہ ہو:

اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ o (سورۂ صف: ۶۱/۳)

تم وہ بات کہتے ہو جس پر تم عمل نہیں کرتے ہو!۔

تیسری علامت: تحصیل علم سے اس کی مراد نفع اُخروی ہوتا ہے اور کم نفع والے اور زیادہ نقصان والے علم سے پرہیز کرتے ہیں۔

چوتھی علامت: خوراک و پوشاک کی عمدگی میں مصروف نہیں ہوتے ہیں اور محل و مکان کی زینت سے پرہیز کرتے ہیں۔

پانچویں علامت: سلاطین کی مصاحبت سے کنارہ کش ہوتے ہیں اور حتی الوسع ان کی مجالس سے گریز کرتے ہیں۔

چھٹی علامت: فتویٰ دینے میں جلد بازی وشتابی نہیں کرتے ہیں بلکہ توقف کرتے ہیں پس اگر جواب آیت یا حدیث یا اجماع یا قیاسِ جلی سے مل جائے تو دے دیتے ہیں ورنہ لَا اَدْرِیْ (میں نہیں جانتا) کہہ دیتے ہیں کیونکہ یہ بھی نصف علم ہے۔(۱)

ساتویں علامت: ان کی زیادہ جدوجہد علم باطن کی تحصیل، مراقبہ اور آخرت کی معرفت

---

(۱) یعنی کہ مسئلہ میں لا ادری (یعنی میں نہیں جانتا ہوں) کہتا ہے تو اس میں کوئی عار نہیں ہے کیونکہ لا ادری نصف علم ہے اور اس کی توجیہ کتب حدیث میں مذکور ہے۔

کے طریق پر ہوتی ہے اور تنہائی میں حضور دل کے ساتھ حق تعالیٰ کے ذکر سے بیٹھتے ہیں (یعنی اللہ عزوجل کا خوف دل میں موجزن رکھتے ہیں) صفائے فکر اور انقطاعِ ماسوا اللہ کو اختیار کرتے ہیں کیونکہ یہ الہام کی چابی اور مقاصد کو کھولنے کا منبع ہے۔

آٹھویں علامت: وہ تقویت دین کے لیے بہت کوشش کرتے ہیں پس تحقیق یقین دین کا رأس المال ہے یعنی شک کا نہ ہونا اور یقین کا نفس پر غالب ہونا حتی کہ وہ اس پر حاکم ومتصرف ہو۔

نویں علامت: وہ غم ناک، بے باک، دل شکستہ، سرفروش، خاموش اور مدہوش ہوتے ہیں چنانچہ خوف کا اثر ان کی صورت وسیرت اور حرکات وسکنات سے ظاہر ہوتا ہے۔

دسویں علامت: وہ علم، اعمال اور ان کے مفسدات کے بارے بہت زیادہ بحث کرتے ہیں اور اس سے ان کے دل میں تشویش ظاہر ہوتی ہے اور وساوس بڑھتے ہیں تو ان سے اجتناب کرتے ہیں کیونکہ اصل دین شر سے پرہیز کرنا ہے۔

گیارہویں علامت: اپنے قلب کی بصیرت وصفا سے علوم میں اعتماد ظاہر کرتے ہیں اور نورِ نبوت سے دل کو منور فرماتے ہیں۔

بارہویں علامت: محدثاتِ امور، بدعات اور فتور سے گریز کرتے ہیں بلکہ صحابہ کی سیرت وصورت کی اقتدا کرتے ہیں۔(۱)

یہ تمام علامات علمائے آخرت کی ہیں پس ان صفات سے متصف ہو یا اپنی تقصیر کے معترف ہو جاؤ اور اس پر انکار نہ کرتا کہ ہلاک ہونے والوں کے زمرہ میں شامل نہ ہو۔ نعوذ باللہ من ذلک (اللہ عزوجل ہمیں اس سے پناہ دے)۔

خلاصہ یہ ہے کہ علم باطن علمائے آخرت کی علامات سے ہے۔ اس کے منکر کو حق تعالیٰ نے ھالک (ہلاک کرنے والا) قرار دیا ہے کیونکہ اس علم کے سوا جو کہ تصوف سے عبارت ہے جمیع علوم

---

(۱) یعنی صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو کہ سرورانام صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قول وفعل کے تابع ہیں پس ان کی متابعت حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی عین اتباع ہے۔

کے تعلّم میں فائدہ مند نہیں ہے۔ یہ معنی احیاء العلوم میں جا بجا واضح ہیں جیسا کہ اسی میں ہے کہ علم باطن علوم کا مقصود ہے بعض عارفین کا فرمان ہے :

> جس کسی کو اس علم کا حصہ نصیب نہ ہوا اس کا خاتمہ کے وقت ایمان سلب ہونے کا خوف ہے اور اس کا ادنیٰ حصہ یہ ہے کہ اس کے اہل کو تسلیم کرے یعنی انکار نہ کرے اور یہ علم صدیقین اور مقربین کا ہے۔ الخ

اور اسی احیاء العلوم میں ہے کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے جو علم ظاہر کے امام ہیں منقول ہے :

> علم ظاہر کی طلب زادِ آخرت میں سے نہیں ہے کیونکہ شرفِ علم تو عمل کی وجہ سے ہے پس کس طرح سے گمان کیا جائے کہ ظہار، لعان، سلم، اجارہ وغیرہ کا علم بارگاہ الٰہی کا مقرب ہوگا بلکہ یہ دیوانگی اور جنون کا گمان ہے۔

محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ مشکوٰۃ میں حدیث جبریل کے تحت جو کہ صحیحین میں مروی ہے لکھا ہے :

> واحسان اشارہ باصل تصوف کہ عبارت از صدق توجہ الی اللہ است وجمیع معانی تصوف کہ مشائخ طریقت بآن اشارہ کردہ اند راجع بہمین معنی است وفقہ وتصوف....۔

> احسان، اصل تصوف کی طرف اشارہ ہے جو کہ صدق کے ساتھ توجہ الی اللہ سے عبارت ہے اور تصوف کے تمام معانی جن کی طرف مشائخ طریقت اشارہ کرتے ہیں ان تمام کا راجع یہی معنی ہے....۔

اور فقہ، تصوف اور کلام ایک دوسرے کو لازم ہیں کیونکہ کوئی بھی ایک دوسرے کے بغیر مکمل نہیں ہوتا ہے ان کی صورت بھی نہیں بنتی ہے۔ تصوف فقہ کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا کیونکہ احکام الٰہی کو بغیر فقہ کے پہچانا نہیں جاسکتا اور فقہ تصوف کے بغیر نامکمل ہے کیونکہ صدق کے بنا عمل تمامی توجہ حاصل نہیں کرسکتا ہے۔

اس جگہ امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا :

من تصوف ولم يتفقه فقد تزندق ومن تفقه و لم يتصوف فقد تعسف

Nafselslam
Spreading The True Teachings Of Quran & Sunnah

و من جمع بینهما فقد تحقق . (۱)

جس نے تصوف کو اختیار کیا اور فقہ کو نہ پڑھا پس وہ زندیق ہے اور جو فقہ کو پڑھتا ہے اور تصوف کو چھوڑ دیتا ہے پس وہ سینہ زور ہے اور جس نے فقہ و تصوف کو جمع کیا پس وہ حقیقت تک پہنچ گیا۔

یہی کمالِ جامعیت ہے باقی تمام زیغ و ضلال ہے اور تمام توفیق اللہ رحیم و کریم کے فضل سے ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ 'مالا بد منہ' کے آخر میں لکھتے ہیں :

جان لے کہ اللہ عزوجل تجھ کو سعادت عطا فرمائے کہ یہ تمام مسائل فقہیہ جو بیان کیے ہیں صورت ایمان، اسلام اور شریعت ہیں۔ اور ان (ایمان، اسلام، شریعت) کا مغز و حقیقت درویشوں کی خدمت کرنا ہے۔ ایک لمحہ کے لیے بھی یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ حقیقت خلافِ شریعت ہے کیونکہ یہ جُہال کا قول ہے اور کفر ہے بلکہ یہ تمام شریعت ہے کیونکہ درویشوں کی خدمت ایک دوسرا رنگ پیدا کرتی ہے۔ جب قلب تعلق جسمی سے اور تعلق علمی سے جو (حق تعالیٰ کے) ماسوا سے رکھتا ہے پاک ہو جاتا ہے اور رذائل نفس کو ترک کر دیتا ہے تو نفس مطمئنہ حاصل ہو جاتا ہے اور اخلاص اس کو منزل تک پہنچاتا ہے شریعت اس کے لیے مغز ثابت ہوتی ہے۔ اس کی نماز اللہ کے ساتھ ایک اور تعلق پیدا کرتی ہے۔ اس کی دو رکعت نماز دوسروں کی ایک لاکھ رکعات سے بہتر ہوتی ہیں۔ اسی طرح اس کا صوم و صدقہ بھی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم کوہِ احد کے برابر اللہ کی راہ میں خرچ کرو تو وہ صحابہ کرام کے اللہ عزوجل کی راہ میں ایک سیر یا آدھا سیر جَو خرچ کرنے کے برابر بھی نہیں ہیں۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نور باطن سے ان درویشوں کے سینے منور ہیں اور ان کے نور سے اپنے سینہ کو منور کرنا چاہیے تاکہ فراست صحیحہ کے ذریعے ہر قسم کا خیر و شر دریافت ہو جائے۔ ولی کو قرآن میں متقی فرمایا ہے۔

---

(۱) ایقاظ الھمم شرح متن الحکم، مقدمۃ الکتاب: ۲/۱۔

باب اوّل

فضائل صحیحہ امام ہمام رضی اللہ عنہ

مخفی نہ رہے کہ علمائے ربانی جو کہ اولیائے حقانی ہیں ان کی بارہ علامات اتمام واکمال کے ساتھ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے وجود شریف میں موجود تھیں۔ امام حجۃ الاسلام (غزالی) رضی اللہ عنہ جو کہ شافعی المذہب ہیں، احیاء العلوم میں بارہ صفات کا خلاصہ پانچ صفات کو قرار دیتے ہیں، ہر چہار صفات کو امام مجتہد میں ثابت کی ہیں چنانچہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ذکر میں تحریر ہے :

> اور بہر حال امام اعظم رضی اللہ عنہ عابد وزاہد، عارف بخدا، حق تعالیٰ سے خائف اور اپنے علم سے رضائے مولیٰ کے طالب تھے پس آپ کی عبادت کے متعلق حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ سے تحقیقاً مروی ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ صاحب مروّت اور کثیر العبادت تھے۔

حماد بن ابی سلمہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ شب زندہ دار تھے۔

اور بعض نے کہا کہ پہلے آدھی رات تک شب بیداری کرتے تھے۔ ایک دن راستے میں کسی نے کہا کہ یہ وہ شخص ہے جو تمام رات بیدار رہتا ہے تو اس کے بعد تمام رات شب بیداری کرنے لگے۔ اور فرماتے تھے کہ مجھے حق تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ اس عبادت میں میری تعریف کی جائے جس کا میں حامل نہیں ہوں۔ (یعنی جو مجھ میں نہیں پائی جاتی) (۱)

---

(۱) نذیر حسین نے معیار الحق میں خاص ہماری کثرت عبادت اور شب بیداری کو بدعت میں داخل کیا اور مناقص میں شمار کیا ہے گویا یہ سارا معاملہ تو یوں ہے جیسے

گل است سعدی در چشم دشمناں خار است
سعدی تو پھول ہے مگر دشمنوں کی آنکھوں میں کانٹا ہے۔

علمائے سلف وخلف نے فضائل امام ہمام رضی اللہ عنہ میں کثرت عبادت وشب بیداری وغیرہ کو ذکر کیا ہے۔ عیار صاحب معیار نے ان کو ہلاکت وتباہی سمجھا اور بدعات میں داخل کر دیا ہے۔

ایک زاہد ربیع بن عاصم نے کہا کہ مجھے یزید بن عمر نے ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا کہ وہ بیت المال کے حاکم بن جائیں پس آپ نے عہدہ کو پسند نہ کیا اور اس شخص نے ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو ایک سو(۱۰۰) کوڑے لگوائے پس دیکھیں کہ کس طرح انہوں نے دنیا کی حکومت کو ٹھکرایا اور عذاب کو برداشت کیا۔

حاکم بن ہشام ثقفی نے کہا کہ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بہت زیادہ امانت دار تھے، اسی لیے سلطان وقت نے کہا کہ خزانوں کی چابیوں کے مالک وہ بن جائیں ورنہ ان کو سزا دی جائے گی پس امام نے مخلوق کے عذاب کو اختیار کیا اور عذابِ خالق کو برداشت نہ کیا۔

بقیہ....فتح الودود حاشیہ ابوداؤد میں موجود ہے: **و قیل النبی انما علو اذا صام ایام الکراھیة و لا نبی بدون ذلک.** اور کہا گیا ہے کہ نہی اس وقت ہے جب ایام مکروہ میں روزہ رکھے اور اس کے علاوہ منع نہیں کیا گیا ہے۔

احادیث صحیحہ کے مطلب میں جو امام اعظم رضی اللہ عنہ کے وجود کی بشارت میں ثابت شدہ ہیں یہ بات پیش نظر رہے کہ اس رسالہ میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کے بعض فضائل مذکور ہیں بطور نمونہ چند کا انتخاب کیا گیا ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کے مناقب صحیحہ اور فضائل قویہ بکثرت ہیں جن کو اس مقام پر اختصار کی وجہ سے ذکر نہیں کیا گیا ہے اور یہی مختار ہے۔

مرقات میں شب بیداری اور سارا دن روزہ رکھنے (**قائم اللیل و صائم الدھر**) سے منع اس لیے کیا گیا ہے کہ کہیں تم سے اس محنت شاقہ کے عوض ضعف کی وجہ سے بعض واجبات فوت نہ ہو جائیں اور اس باب میں لذتیں بہت ہیں مگر میانہ روی کو اختیار کرنا چاہیے۔ رسالہ مرج البحرین رافع نزاع و انفار کے کتب دینیہ کے مطالعہ کی توفیق اور ان پر عمل پیرا ہونے کی سعادت عطا ہو۔ انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ اپنی رائے اور مرضی سے احادیث سے مفاہیم کو اخذ نہ کیا جائے کیونکہ علمائے دین نے احادیث کے درس و تدریس کو اجازت مرحمت فرمانے کے وقت شروح اور حواشی معتبرہ سے مراجعت درج فرمائی ہے چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اجازت نامہ، دستخط اور مہر میرے (مصنف) پاس موجود ہے جو کہ شاہد عدل اور معمول اہل سنت میں مقصود بے بدل کے طور پر شامل ہے۔ مسند احمد اور ابوداؤد میں حدیث موجود ہے:

من فارق الجماعة بشرا فقد خلع ربقة الاسلام عن عنقه

جو جماعت سے ایک بالشت بھی جدا ہو تو اس نے اسلام کی رسی کو اپنی گردن سے اتار دیا۔

اور ان کے معیار کو میں نے مژدہ پہنچا دیا ہے کہ ان کے معیار مولفہ فاضل جلیل رام پوری کا رد بلیغ چند دن میں چھپ جائے گا پھر پھول (خوشیوں کے) کھلیں گے اور باطل عدم میں چھپ جائے گا۔

ابن مبارک ایک قوم کے پاس امام رضی اللہ عنہ کا ذکر فرما رہے تھے، فرمایا: تمہارے سامنے ایسے شخص کا ذکر کرتا ہوں جس کو ساری دنیا پیش کی گئی پس وہ اس سے بھاگا اور اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

پس ان کا علم بطریق آخرت اور دین اور ان کی معرفت الٰہیہ اس پر دلیل ہیں کہ ان پر شدتِ خوف اور زہد کا کامل غلبہ تھا۔

ابن جریج نے بہ تحقیق کہا کہ ابو حنیفہ حق تعالیٰ سے بہت زیادہ ڈرنے والے تھے۔

شریک نخعی نے کہا کہ ابو حنیفہ بہت زیادہ خاموش رہنے والے، متفکر دائم اور لوگوں سے کم گفتگو کرنے والے تھے۔ پس یہ ان کے علم باطن اور معظماتِ امور دین میں مشغول ہونے پر روشن نشان ہے پس جو کوئی سکوت و زہد کو اختیار کرتا ہے تو تحقیق اس کو علم تمام و کمال عطا کیا گیا ہوتا ہے۔

احادیث صحیحہ در بشارت وجود امام اعظم

(مصنف فرماتے ہیں) بقدر ضروری مذکور ہو چکا ہے مگر زیادہ وضاحت و تفصیل کے لیے دیگر معتبرات میں جو مسطور ہے اس کا رُخ کرنا چاہیے اور اس سے بڑھ کر اور کیا منقبت ہو گی کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے احادیث صحیحہ میں امام ہمام رضی اللہ عنہ کے وجود کی بشارت دی ہے چنانچہ رد المحتار میں لکھا ہے اور امام ابن حجر مکی نے الخیرات الحسان میں جو کہ امام نعمان کی شان پر عظیم دلیل ہے، فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

زینت دنیا ایک سو پچاس سال میں اٹھالی جائے گی۔

شمس الائمہ کردی نے کہا کہ تحقیق یہ حدیث ابو حنیفہ کی شان میں وارد ہوئی ہے، کیونکہ ان کی وفات اسی سال میں واقع ہوئی تھی۔

ابن حجر نے کہا کہ تحقیق ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل میں احادیث صحیحہ وارد ہوئی ہیں ان میں سے ایک حدیث یہ ہے کہ صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

اگر ایمان ثریا میں بھی ہوتا تو فارس سے ایک نوجوان اس کو وہاں سے بھی پا لیتا۔

اور صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

> مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر دین ثریا میں لٹکا ہوتا تو فارس سے ایک شخص اس کو پکڑ لیتا۔

تحقیق سے ثابت ہے کہ ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے جدامجد فارس سے تعلق رکھتے تھے اور جمہور نے اسی موقف کو اختیار کیا ہے۔

حافظ الحفاظ سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ حدیث بخاری و مسلم میں صحیح و متفق علیہ ہے اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ ہی اصل معتبر ہے۔

> حاشیہ شیرا ملسی میں لکھا ہے کہ علامہ شامی شاگرد امام سیوطی نے کہا کہ جس نے یقین کیا کہ بخاری و مسلم کی حدیث سے مراد ہمارے استاد امام اعظم ہیں بے شک یہ مراد درست ہے اور ظاہر بھی ہے کیونکہ ابنائے فارس میں سے کوئی بھی امام کے مرتبۂ علم تک نہیں پہنچ سکا ہے اور تحقیق امام ابو حنیفہ کے سوا ان احادیث کا کوئی بھی متحمل نہیں ہے اور ان کے اصحاب۔ چنانچہ طحطاوی نے کہا کہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اگر چہ امام رحمۃ اللہ علیہ سے باعتبار صحابیت افضل ہیں مگر علم و اجتہاد، رواج دین اور تدوین احکام میں ابو حنیفہ کی مثل نہیں ہیں۔ مفضول میں حاصل شدہ چیز فاضل میں محروم شدہ چیز کی طرح کیسے ہوسکتی ہے؟ (ترجمہ ردالمحتار ملخصاً)

اور آپ اپنی جلالت اور عظمت کی بدولت امام جہان ہیں کیونکہ آپ نے بہت سے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی زیارت کی ہے بلکہ ان میں سے بعض سے احادیث بھی روایت کی ہیں پس آپ خیر القرون میں داخل ہیں (کیونکہ تابعی ہیں)(۱)۔

---

(۱) صاحب معیار نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کی تابعیت کے عدم ثبوت کے لیے کمال درجہ کی عیاری دکھائی اور کذب بیانی کی اور اس کا منشا غیظ و حسد کے سوا کچھ بھی نہیں ہے کیونکہ صاحب معیار نے جابجا مولانا قاری (ملا علی قاری) اور ابن عابدین مولف ردالمحتار کو بطور سند نقل کیا ہے تو اس معاملہ میں کج فہمی اور تغلیط عوامی کیوں ہے؟ حالاں کہ ان دونوں بزرگوں نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کی تابعیت کو ثابت فرمایا ہے ان سے اغماض ظاہر ہو۔ جاننا چاہیے کہ صاحب ردالمحتار علی الدر المختار میں لکھا ہے: **و علی کل فھو من التابعین و ممن جزم بذلک الحافظ الذھبی و الحافظ العسقلانی و غیرھما .**

اور اس پر وہ تمام تابعین میں سے ہیں اور اسی پر حافظ ذہبی اور حافظ عسقلانی نے اور ان کے ماسواء نے یقین کیا ہے۔

اور شرح فقہ اکبر میں کہا ہے کہ صحابہ کے بعد تابعین افضل امت ہیں چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ **خیر القرون قرنی ثم الذین یلونَھم .**

بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے پھر جو اس سے ملا ہوا ہے۔

صحابہ کرام سے امام اعظم کی روایات

پس ہمارا عقیدہ ہے کہ تحقیق امام اعظم علامِ دین میں ائمہ مجتہدین سے افضل اور فقہا سے اکمل ہیں پس ان سے امام مالک رضی اللہ عنہ تبع تابعین سے ہیں۔ اور ردالمحتار میں لکھا ہے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت انس جلیل القدر صحابی کی زیارت کی ہے اور دیگر صحابہ کرام کی بھی۔ پس یہ صحیح ہے اس میں شک نہیں ہے اور بعض فضلا کہتے ہیں کہ علامہ طاش کبریٰ سے بہت سی صحیح روایات آئی ہیں جس میں امام اعظم کا سماع انس رضی اللہ عنہ سے ثابت ہوتا ہے (۱)

بقیہ.... اس سے ثابت ہوا کہ امام ہمام کی تابعیت پر یقین کرنے والے بہت زیادہ ہیں اور ظاہر ہے کہ صاحب معیار (مولوی سید نذیر حسین دہلوی، جس کے رد میں مولانا قصوری نے یہ کتاب لکھی) کے نزدیک امام ذہبی اور امام عسقلانی رحمۃ اللہ علیہا دین دار ہیں۔

ملا علی قاری نے اپنے رسالہ جواب قفال میں لکھا ہے کہ

فانہ بین الائمۃ المجتھدین مختص بکونہ من التابعین دون غیرہ باتفاقہ العلماء المعتبرین .

پس آپ رضی اللہ عنہ ائمہ مجتہدین کے نزدیک مختص ہیں کہ آپ تابعین میں سے پس علماء معتبرین کا اس پر اتفاق ہے۔ یہ بات پایۂ تحقیق تک پہنچی ہوئی ہے کہ امام کی تابعیت کا منکر غیر معتبر ہے پس عدم اعتبار کی معتبر و موافق تحریر ہم نے پیش کر دی ہے کیونکہ مولانا قاری آپ کے نزدیک معتبر ہیں اور ہمارا مطلب تو کرسی پر بیٹھنا ہے (یعنی مسئلہ کو بطریق حق حل کرنا ہے) اگرچہ اس باب میں اسناد بکثرت ہیں مگر بطور گواہی وثبوت کے لیے اختصار کیا ہے کیونکہ مدنظر بھی اختصار ہی ہے۔

(۱) صاحب معیار نے کہا ہے کہ امام صاحب کی روایت صحابۂ کرام سے نقل صحیح سے ثابت نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ صاحب ردالمحتار علی الدرالمختار جن کی معیار (یعنی معیار الحق) میں بے شمار اسناد ہیں وہ لکھتے ہیں جیسا کہ متن میں مذکور ہوا ہے کہ بعض فضلاء نام دار سے منقول ہے کہ علامہ طاش کبری نے منقول صحیحہ سے امام ہمام کا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت کیا ہے اب تو اس کے بعد مرض حسد شفایاب نہیں ہوسکتا۔ الا ماشاء اللہ

اور مثبت کو نفی پر تقدیم حاصل ہے (یعنی مثبت منفی پر مقدم ہوتا ہے) علامہ ابن حجر نے کہا کہ امام عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ کوفہ میں رہائش پذیر صحابہ کرام میں سے سب سے آخر میں فوت ہوئے، حدیث متواتر ہے :

من بنی للّٰہ مسجدا و لو کمفحص قطاۃٍ بنی اللّٰہ لہ بیتا فی الجنۃ . (۱)

جس نے اللہ عزوجل کے لیے مسجد بنائی گرچہ (کبوتر کے گھونسلا برابر) اللہ عزوجل اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔

اس حدیث کو روایت کیا اور واثلہ بن اسقع سے بھی دو حدیثیں روایت کی ہیں۔

لا تظھر الشماتۃ لأخیک فیعافیہ اللّٰہ و یبتلیک . (۲)

ترمذی نے اس کو روایت کیا اور حسن کہا ہے اور یہ دو بہت سے صحابہ کرام سے منقول ہیں اور محدثین نے ان کو صحیح کہا ہے اور ابن حجر ہیتمی نے کہا کہ امام اعظم نے دیگر چار صحابہ کرام حضرت سہل بن سعد، سائب بن یزید، عبداللہ بن بسر اور محمود بن ربیع رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہیں۔

بقیہ.... معیار میں ردالمحتار کی اس روایت کو غیر معتبر کہنے والے یہ لوگ کتنے غیر منصف اور متعسف ہیں کہ اگر ایک بزرگ پر اعتبار ہے تو ان سے بکثرت روایات کریں گے اور اگر اپنے انہی مستند بزرگ کا کوئی قول ان کی اپنی ترجیحات اور مدعیات کے خلاف پالیں تو اس راوی اور اس کی مرویات کو غیر معتبر کہتے ہیں اور اس کی توہین و تحقیر کرتے ہیں چنانچہ اسی طائفہ کا ایک شخص راقم کے روبرو قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ کو معتزلہ کہتا تھا۔ نعوذ باللہ

صاحب ردالمحتار نے اس جگہ لکھا ہے کہ **والمثبت مقدم علی النافی** (مثبت کو منفی پر سبقت حاصل ہے) یہ قاعدہ اصول ہے یعنی شے کا اثبات علم سے ہوتا ہے اور اس کی نفی لاعلمی سے پس عالم کا قول غیر عالم کے قول پر مقدم ہے۔ اور اسی طرح مذکور ہے کہ مدعی لاچو تسلی نشود گو سر و خشت (مدعی کو جب تسلی نہ ہو تو پھر اس کے سر پر اینٹ مار دو) اور منکر کے جملہ اعتراضات کے ہمارے جواب صواب ردالمحتار میں موجود ہیں مگر حسد و عجب کا علاج مفقود ہے تعجب پر تعجب تو یہ ہے کہ خود نذیر حسین صاحب معیار نے اپنی معیار میں محدثین کے فضائل میں بعض اقوال کو شامل کیا ہے اور اس جگہ پر سند صحیح سلسلہ وار کو بیان نہیں کیا شاید لگتا ہے اس جگہ سند صحیح کے مطالبہ کو پس پشت ڈال دیا ہے اگرچہ ہمارا تو فضائل مجتہدین پر اعتقاد ہے پس فواضل محدثین میں بھی ان کا ذکر رفیع راسخ ہے اور یہ چند کلمات تعصب منکر کے اعلام کے لیے مرقوم ہوئے ہیں۔

(۱) صحیح ابن حبان: ۴/۴۹۰ حدیث: ۱۶۱۰...... جامع الاحادیث سیوطی: ۲۰/۱۲۷ حدیث: ۲۱۶۸۶۔

(۲) سنن ترمذی: ۴/۶۶۲ حدیث: ۲۵۰۶...... معجم اوسط طبرانی: ۴/۱۱۰ حدیث: ۳۷۳۹۔ ترجمہ: اپنے بھائی کی مصیبت دیکھ کر خوشی نہ مناؤ، کہیں ایسا نہ ہو کہ اسے تو چھٹکارا مل جائے اور تم گرفتارِ بلا ہو جاؤ۔

امام رضی اللہ عنہ نے چار ہزار تابعین اساتذہ سے حدیث پڑھی اور ان کو حفاظ المحدثین کے طبقات میں ذکر کیا ہے اور امام رضی اللہ عنہ سے لوگوں میں کثرتِ احادیث کے عدم ظہور کی وجہ یہ ہے کہ آپ روایت حدیث سے زیادہ اہم اور اعلیٰ کام مثل استنباط مسائل دینیہ اور تدوین احکام یقینیہ میں مشغول تھے جس طرح ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما مسلمانوں کی مصالحت میں مشغول تھے جس کی وجہ سے ان سے دیگر صغار صحابہ کرام کی طرح روایت حدیث ظاہر نہ ہوئی۔

ابن عبدالبر محدث بابلی نے ذم میں تفقیہ و تدبیر کے بغیر بہت سی احادیث روایت کی ہیں اور خطیب، اسرائیل بن یونس سے روایت کرتا ہے کہتے ہیں کہ نعمان ندب مرد ہیں حافظ احادیث ہیں اور حدیث میں تفقہ کے لحاظ سے اجل عالم ہیں۔

اور حسن بن صالح نے کہا کہ ابوحنیفہ بہت زیادہ پرہیز گار، حرام سے خائف رہنے والے اور مشتبہات کو ترک کرنے والے ہیں میں نے ان سے بڑا فقیہ اور اپنے نفس کا نگہبان نہیں دیکھا۔

ابن حجر نے کہا کہ حرملہ نے روایت کی کہ امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :

لوگ طالب فقہ ہونے میں ابوحنیفہ کی اولاد ہیں۔

اور ربیع نے امام شافعی سے روایت کیا کہ جو کوئی ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی کتب کا مطالعہ نہیں کرتا ہے عالم متبحر اور فقیہ نہیں بن سکتا ہے اور بہ تحقیق نقل کرتے ہیں کہ علما تین مجتہدین کی ثنا اور ادب کرتے ہیں ان میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کا خاص ادب امام شافعی کرتے ہیں اور امام شافعی رضی اللہ عنہ تو کمالِ تادب کرتے ہیں فرماتے ہیں :

> ہم ابوحنیفہ کی زیارت قبر سے تبرک تلاش کرتے ہیں اور جب مجھے کوئی خاص حاجت پیش آتی ہے تو میں ابوحنیفہ کی قبر کے پاس رب تعالیٰ کی بارگاہ میں دو رکعت پڑھتا ہوں تو میری حاجت بر آتی ہے۔

حاشیہ منہاج میں لکھا ہے کہ امام شافعی نے ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس فجر کی نماز ادا کی اور قنوت ترک کر دی۔ لوگوں نے کہا کہ آپ نے قنوت کیوں ترک کر دی؟ ۔ فرمایا: اس امام کے ادب کی وجہ سے۔ اور بعض نے کہا کہ جہریہ بسم اللہ بھی نہیں پڑھی۔

امام رضی اللہ عنہ نہایت متقی اور انصاف پسند ہیں۔ امام شعرانی نے میزان میں ابو جعفر کی شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت نقل کی ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ لوگوں میں سب سے زیادہ متقی، عابد اور صاحب عزت بزرگ تھے اور دین میں زیادہ احتیاط فرماتے تھے اور شریعت میں اپنے قول کو شامل کرنے سے دُور تر رہتے تھے چنانچہ ہر مسئلہ میں اپنے تمام اصحاب کو جمع فرماتے جب ان تمام کا اس پر اتفاق ہو جاتا تو پھر امام ابو یوسف علیہ الرحمہ سے فرماتے کہ اس مسئلہ کو فلاں باب میں لکھ دو۔

اور طحطاوی سے مسند خوارزمی میں نقل ہے کہ امام کے ساتھ ایک ہزار بزرگ و مہتر (فاضل) اور درجۂ اجتہاد پر فائز شاگرد ہوتے تھے۔ جب کوئی واقعہ درپیش آتا تو آپ ان سے مشورہ اور مناظرہ کرتے ان سے گفت وشنید ایک ماہ یا اس سے بھی زائد عرصہ تک چلتی۔ جب کسی ایک قول پر متفق ہو جاتے تو ابو یوسف اس کو لکھ لیتے تھے اور اُصول کو بھی ان سے باہمی مشورہ کر کے ثابت کرتے نا کہ دیگر مجتہدین کی طرح امام ابو حنیفہ نے تنہا مسائل وضع کیے ہیں۔ (ردالمحتار)

فتویٰ میں اس قدر اجتہاد، تقوی اور احتیاط فرمانے کے باوجود بعض مسائل میں توقف اور ''لا اَدری'' فرماتے جیسا کہ کتب فقہ میں مبین ہے۔

اور امام المسلمین رضی اللہ عنہ علم باطن میں کامل اور مکمل تھے کہ جس کی انتہا نہیں ہے چنانچہ رد المحتار میں ہے کہ ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ میدانِ طریقت اور حقیقت کے شہ سوار تھے، کیونکہ علم حقیقت کی بنا علم و عمل اور تصفیۂ نفس پر ہے اور تحقیق علمائے سلف نے امام کو ان صفات سے یاد کیا ہے چنانچہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ جو خود صاحب مذہب ہیں فرماتے ہیں :

> ابو حنیفہ علم، ورع، زہد اور اختیارِ آخرت کے اس مرتبہ کو پہنچے ہوئے ہیں جہاں کسی کی فہم نہیں پہنچ سکتی ہے۔

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ابو حنیفہ کے سوا کسی اور کی متابعت مناسب نہیں ہے، کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ امام، تقی، نقی، پرہیز گار عالم، دین دار فقیہ ہیں کہ آپ کا علم بصر و فہم کو کشادہ کرتا ہے اور یہ کمال آپ کے سوا کسی اور میں نہیں ہے۔

اسی طرح کی بہت سی باتیں ابن حجر نے کبار علمائے کرام سے نقل کی ہیں۔ امام عبداللہ تستری جو کہ امام معقول ہیں اور روز الست کے سوال جواب کی یادداشت ان سے منقول ہے فرماتے ہیں:

اگر اُمت موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام میں ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مثل کوئی شخص ہوتا تو وہ ہرگز یہود ونصاریٰ نہ رہتے یعنی اپنے دین قوی سے منہ نہ پھیرتے۔ (ردالمحتار)

مسند خوارزمی میں علماے کبار کے حوالے سے لکھا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بقدر کفایت معاش رزق حلال سے کماتے تھے اور جو چیز اپنے لیے اور اپنے عیال کے لیے خریدتے وہی فقرا ومشائخ کے لیے بھی خریدتے تھے اور بادشاہوں کا انعام اور اغنیا کے ہدایہ قبول نہیں فرماتے تھے۔ اور احیاء العلوم میں اس سے زیادہ لکھا ہوا ہے۔

امام المومنین کا یقین اس غایت درجہ کا تھا، فرماتے کہ میرا ایمان جبرائیل علیہ السلام کے ایمان کی طرح ہے جیسا کہ شرح فقہ اکبر وغیرہ میں ہے۔

اعرفِ عرفاے کبار شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ تذکرۃ الاولیاء میں امام ابوحنیفہ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

> آپ شرع وملت کے چراغ، دین ودولت کی شمع، نعمان حقائق، جواہر معانی ودقائق کے غماز، عالم، عارف، صوفی، امام جہاں ابوحنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف میں تمام رطب اللسان ہیں اور تمام ملت میں مقبول ہیں۔

آپ کی ریاضت ومجاہدہ وتلاوت ومشاہدہ کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ اصولِ طریقت، فروعِ شریعت میں اعلیٰ درجہ رکھتے تھے اور نظر ناقد رکھتے تھے فراست وسیادت میں یگانہ تھے۔ مروت وفتوی میں بے نظیر تھے۔ کریم زماں، جواد جہاں، افضل عہد روادار علم وقت تھے۔ قبلہ حقیقی کی طرف توجہ رکھنے والے اور دروازۂ مخلوق سے منہ پھیرنے والے سخت گرمی، جاڑے میں صوف پہننے والے، مقروض کی دیوار کے سایہ میں بیٹھنے سے گریز کرتے! ۔ کیونکہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے:

كل قرض جر منفعة فهو ربوا. (۱)

ہر وہ قرض جو نفع لے کر آئے وہ سود ہے۔

فرمایا: اگر میں نفع حاصل کروں تو یہ ربوا یعنی سود ہوگا۔

شیخ علی بن عثمان معروف داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ فرماتے ہیں:

---

(۱) بغیۃ الحارث عن زوائد مسند الحارث: ۵۰۰/۱ حدیث: ۴۳۷...... معرفۃ السنن والآثار: ۱۷۳/۸ حدیث: ۱۱۵۱۷۔

میں نے خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ باب بنی شیبہ سے تشریف لائے دروازے پر ایک بوڑھے کو پوری شفقت سے اٹھایا میری طرف نظر کرم فرمائی اور میں آپ علیہ السلام کے قدموں میں گر پڑا اور میں نے بوسہ دیا اور مجھے تعجب تھا کہ یہ بوڑھا شخص کون ہے!۔

پیغمبر علیہ السلام نے بحکم معجزہ ارشاد فرمایا: (یعنی میرے احوال باطن کو دریافت کرلیا)

یہ تمہارے زمانے کے امام ابوحنیفہ ہیں۔

یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟۔

فرمایا: ابوحنیفہ کے علم میں۔

اور کشف المحجوب میں اسی طرح مروی ہے۔

ردالمحتار اور اس کے علاوہ کتب میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے امام ابوحنیفہ کے والد ثابت اور ان کی ذرّیت کے حق میں دعاے برکت فرمائی اور امام کے پوتے نے کہا کہ ہم امید رکھتے ہیں کہ حق سبحانہٗ عزوجل نے شیر خدا کی دعا کو ہمارے حق میں قبول فرمایا ہے۔ (ف)

درمختار وغیرہ میں ہے کہ امام ہمام کو سو بار خواب میں حق تعالیٰ کی زیارت ہوئی ہے اور عذاب سے نجات پانے والی دعا سیکھی۔ (۱)

نیز امام نے پچپن (۵۵) حج کیے اور آخری حج میں بیت اللہ میں داخل ہوئے اور دو رکعت میں قرآن شریف ختم کردیا، سلام کے بعد گریہ و مناجات کی کہ الٰہی اس بندۂ ضعیف نے تیرا حق عبادت ادا نہیں کیا تو ہاتف نے بیت اللہ سے آواز دی کہ

---

(۱) سید احمد طحطاوی اور سید ابن عابدین شامی نے درمختار کے حاشیہ میں تحریر کیا ہے کہ حق تعالیٰ نے امام ہمام کو فرمایا کہ جو شخص صبح وشام اس دعا کو پڑھے گا میرے عذاب سے محفوظ ہو جائے گا، دعا یہ ہے:

سبحان الأبدي الأبد، سبحان الواحد الأحد، سبحان الفرد الصمد، سبحان رافع السماء بغير عمد، سبحان من بسط الأرض على ماءٍ جمد، سبحان من خلق الخلق فأحصاهم عدد، سبحان من قسم الرزق ولم ينس أحد، سبحان الذي لم يتخذ صاحبة ولا ولد، سبحان الذى لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا أحد. (ردمحتار شامی: ۱/۱۲۵)

(ف) حضرت مشکل کشا نے خاندان امام نعمان رضی اللہ عنہ کے حق میں دعائے برکت فرمائی۔

اے ابوحنیفہ! تو نے ہماری نیک خدمت کی، تحقیق ہم نے تجھ کو تیرے تابعین ومقلدین کو روزِ قیامت بخش دیا۔

اور ردالمحتار میں کہا ہے کہ بخشش صرف تقلید کی وجہ سے نہیں بلکہ جو کوئی امام کی مثل خدمت و معرفت تمام بجالائے اور اوامر ونواہی میں مجتہد فیہ جیسا عمل کرے گا بخشا جائے گا۔

امام کی ولادت ۸۰ ہجری میں اور وفات ۱۵۰ ہجری میں ہوئی۔ پس یہ بات متحقق ہوگئی کہ امام ہمام کا تابع صراطِ مستقیم کا سالک ہے اور آپ کا منکر ہالک ہے۔ اور اللہ ہی خوب جانتا ہے۔

باب دوم

امام اعظم کے بارہ تابعی اولیا کے احوال

جاننا چاہیے کہ امام اعظم کے مذہب کی حقیقت کے بے شمار دلائل ہیں ان میں سے مختصراً یہ ہے کہ ہزار ہا اولیاے حقانی اور علماے ربانی جو صفاتِ فاصلہ اور نعوتِ کاملہ سے متصف اور علماے آخرت کی علامات کے حامل ہیں انہوں نے امام اعظم کے موسوم مذہب کو پسند کیا اور اس کو اختیار کیا اور آپ کی متابعت کو خوش دلی سے اپنایا۔ ان تمام کا ذکر دفاتر میں سما نہیں سکتا بلکہ میزانِ ادراک میں بھی ان کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا مگر بطورِ نمونہ انبار میں سے ایک دانہ اور ہزار میں سے ایک کے لحاظ سے امام اخیار رضی اللہ عنہ کے صرف بارہ بزرگواروں- کہ جو آپ کے شاگرد و پیروکار ہیں- کے مختصر ذکر پر اکتفا کرتا ہوں۔

درخانہ اگر کس است
احرفیش بس است

گھر میں اگر کوئی مرد ہو تو اس کے لیے ایک حرف ہی کافی ہے۔ ان ائمہ کرام کے

اسمائے گرامی یہ ہیں(۱) :

۱۔ خواجہ فضیل عیاض رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ سلطان ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ شیخ العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ شیخ عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ شیخ شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ شیخ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ شیخ حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ

---

(۱) بعض لوگ غنیۃ الطالبین کی صورت میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا حضرت امام اعظم اور آپ کے متبعین پر طعن کرتے ہیں غنیۃ میں امام اعظم اور آپ کے تابعین کو فرقہ مرجیۂ جو کہ اہل سنت سے خارج ہے اس میں شامل کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ

خوے بدرا بہانہ درکار است

بدفطرت کو بس بہانہ چاہیے۔

جاننا چاہیے کہ غنیۃ میں فرقہ مرجیۂ کا زعم اس طرح لکھا ہوا ہے: ’فرقہ مرجیۂ کا زعم یہ ہے کہ جو کوئی بھی کلمہ طیبہ کا قائل ہو اور جملہ گناہوں کا حامل ہو اور ہر قسم کی شہوات کا رسیا ہو پھر بھی وہ ہرگز جہنم میں نہیں جائے گا یعنی اس کو اپنے گناہوں کی سزا نہیں ملے گی۔ اس جگہ امام اعظم رضی اللہ عنہ خود لکھتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم یہ اعتقاد نہیں رکھتے کہ مومن کو اس کے گناہ نقصان نہیں پہنچائیں گے اور نہ ہی یہ عقیدہ ہے کہ گناہ گار مومن ہرگز جہنم میں نہیں جائے گا جیسا کہ مرجیۂ کا عقیدہ ہے۔ اور ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ بالتحقیق ہماری نیکیاں مقبول ہیں اور ہمارے گناہ مغفور ہیں جیسا کہ مرجیہ اس کے قائل ہیں پس واضح ہو کہ مرجیہ اور حنفیہ کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے مگر وہم کے تابع ہو کر یقین کے ساتھ طعن کرنا عبث و حیران کن ہے۔ لہذا مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے غنیۃ شریفہ کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ شاید بعض مبتدعین نے بُغض کی وجہ سے اس فرقہ کو کلام شیخ قدس سرہ میں شامل کر دیا ہے۔

مولانا قاری شرح مسند امام میں اس طرح سے فرماتے ہیں کہ کلام اگرچہ اس زعم کج کے رد کے لیے ہے مگر اس میں بہت فہم و فراست کی ضرورت ہے۔

ہمارا مقصود اختصار کے ساتھ کلام کرنا ہے لہذا اس قدر قلیل اقتصار ہی کافی ہے۔ منصف کے لیے اس قدر ہی کافی ہے۔ واللہ ھو الھادی کان اللہ تعالیٰ لہ۔ ۱۲

٨۔ شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

٩۔ شیخ احمد خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ

١٠۔ شیخ ابوبکر ورّاق رحمۃ اللہ علیہ

١١۔ شیخ خلف بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ

١٢۔ شیخ وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ

١۔ خواجہ فضیل بن عیاض حنفی رحمۃ اللہ علیہ

تذکرۃ الاولیاء میں خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ آپ مقدم تائباں، معظم نائباں، آفتابِ کرم، سراپا احسان، مانند دریا ورع، اور آپ کا عرفان کون ومکاں سے اعراض کرنے والا ہے۔ خواجہ فضیل عیاض رحمۃ اللہ علیہ کبار مشائخ سے تھے۔ آپ عیارِ طریقت، ستودہ اقران اور مرجع قدم تھے اور ریاضت وکرامات میں شانِ رفیع رکھتے تھے۔ ورع ومعرفت میں بیہم تھے۔ ابتدا میں راہ زن یعنی ڈاکو تھے مگر جس قافلہ میں کوئی حافظ قرآن ہوتا اس کو کچھ نہ کہتے ایک رات ایک قافلہ گزرا اس میں ایک شخص نے یہ آیت پڑھی :

اَلَمۡ یَاۡنِ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ تَخۡشَعَ قُلُوۡبُهُمۡ لِذِكۡرِ اللّٰهِ o (سورۂ حدید: ١٦/٥٧)

کیا وہ وقت نہیں آیا کہ تمہارے دل اللہ کے خوف سے بیدار ہو جائیں۔

یہ آیت تاثیر کا تیر بن کر فضیل کے دل میں لگی۔ آپ نے کہا: آیا آیا، پس توبہ کی اور گریہ و زاری کرتے تھے اور اپنے دشمنوں کو خوش کرتے تھے۔ ایک یہودی منکر تھا جو کسی طرح بھی خوش نہیں ہو رہا تھا اس منکر نے کہا کہ اگر تُو چاہتا ہے کہ میں تجھے اپنا حق بخش دوں تو تم اس ریت کی پہاڑی کو ہٹاؤ اور اسے صاف کرو اور وہ بہت بڑی پہاڑی تھی اور اس کو اٹھانا امکانِ بشر سے بہت بعید و دشوار تھا مگر فضیل نے پہاڑی کو اپنی جگہ سے ہٹا دیا۔

منکر (یہودی) حیران رہ گیا اور فضیل سے کہا کہ میرے تکیہ کے نیچے ایک چیز کو اٹھا لاؤ تاکہ میں تم کو معاف کر دوں۔ فضیل نے اس کے تکیہ کے نیچے سے تھیلی اٹھائی اور اس کو دے دی جو کہ سونا

بن چکی تھی ۔ یہودی نے کہا کہ پہلے آپ مجھ پر اسلام پیش کریں فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ تمہاری یہ حالت کیا ہے؟ ۔ اس نے کہا کہ توریت میں ہے کہ صدق دل سے تائب ہونے والا اگر خاک کو ہاتھ لگادے تو سونا بن جاتی ہے ۔

میں نے امتحان لیا کہ تمہارا ہاتھ خاک کو سونا بناتا ہے تو تمہاری توبہ قبول ہوگئی ہے اور تیرا دین حق ہے، پس منکر یہودی ایمان لے آیا ۔ اور حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ مکہ گئے اور بعض اولیاے کرام کو پایا اور مدتوں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر تشنگی علم کو بجھایا ۔ لوگ آپ کا وعظ جوق در جوق سنتے ۔ ایک رات فضل برمکی ہارون رشید کو فضیل علیہ الرحمہ کے گھر لے گیا ۔ انہوں نے آپ کو یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا :

اَمۡ حَسِبَ الَّذِیۡنَ اجۡتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنۡ نَّجۡعَلَهُمۡ كَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ... ۝ (سورۂ حدید:۱۶/۵۷)

کیا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ جنہوں نے بُرے کام کیے ہم ان کو نیک کام کرنے والوں کے برابر کردیں گے!۔

ہارون نے کہا: اگر ہم نے نصیحت طلب کی تو یہ ہی کافی ہے پھر دروازے پر دستک دینے پر فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کون ہے؟ ۔

فضل نے کہا: ہارون رشید ۔

آپ نے اندر سے کہا کہ ان کو مجھ سے کیا کام اور مجھے ان سے کیا سروکار ۔ آپ میری مشغولیت میں عمل دخل نہ کریں اور چلے جائیں ۔

فضل نے کہا: اولی الامر کی اطاعت واجب ہے ۔ آپ ہمیں اندر آنے کی اجازت نہیں دیتے تو ہم از خود آجائیں گے ۔

آپ نے کہا: تم کو اختیار ہے ۔

ہارون اندر آگیا تو فضیل نے چراغ کو بجھا دیا تاکہ ان کا چہرہ نہ دیکھیں ۔ ہارون نے مصافحہ کیا ۔ فضیل نے کہا کہ یہ کس قدر نرم ہاتھ ہیں، اگر آتش دوزخ سے بچ جائیں!۔

فضیل نماز میں مشغول ہوگئے، فراغت نماز کے بعد جب ہارون نے عرض کیا کہ خدا کے لیے

ہمیں کوئی نصیحت فرمائیں، آپ نے فرمایا کہ تمہارے والد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ مجھے کسی قوم پر امیر مقرر فرما دیں، آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اے چچا! میں نے تجھ کو تمہارے نفس کا حکمران بنا دیا کیونکہ تیرے نفس کا حق تعالیٰ کی اطاعت کرنا مخلوق کا تیری ہزار سال اطاعت کرنے سے بہتر ہے۔

ہارون رو پڑا اور عرض کی کہ اور ارشاد فرمائیں۔ فرمایا: میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تیرا خوب صورت چہرہ آتش دوزخ میں مبتلا کر دیا جائے اور اس کا حلیہ ہی بگڑ جائے۔

امیر نے عرض کی اور ارشاد فرمائیں۔ فرمایا: حق تعالیٰ کے سامنے بروزِ قیامت جواب دہی کے لیے ہمیشہ ڈرتے رہو، کیونکہ وہاں ایک ایک مسلمان کی تم سے باز پرس ہوگی اور تمہاری ریاست میں ایک غریب عورت بھی بھوکی سو گئی تو محشر میں تیرا گریبان پکڑے گی۔

ہارون گریہ وزاری کرتے ہوئے بے ہوش ہو گیا۔ فضل نے کہا: اے فضیل! بس کر دیں آپ نے تو امیر کو جاں بلب کر دیا ہے۔

فرمایا: خاموش اے ہامان! بلکہ تو نے اور تمہاری قوم نے ان کو ہلاک کر دیا ہے۔ ہارون اور زیادہ رونے لگا اور فضل کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تجھ کو ہامان اس لیے کہا ہے کہ تو مجھے فرعون سمجھتا ہے۔ پھر ہارون نے ہزار دینار پیش کرتے ہوئے کہا کہ یہ مالِ حلال ہے جو مجھے والدہ کی میراث سے ملا تھا۔

فضیل نے کہا میری نصیحت نے تجھ پر کچھ اثر نہیں کیا کیونکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ جو حق دار ہیں تو ان کا حق دے اور تو مجھے پیش کر کے مجھ پر ظلم کر رہا ہے۔ ہارون اٹھا اور دروازہ بند کر کے چلا گیا۔

احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے فضیل رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے لیے وصیت کی درخواست کی تو فرمایا: تابع ہو جا اور متبوع نہ ہو۔

میں نے کہا کہ اس قدر سند کے لیے کافی ہے۔

اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب رات کی تاریکی چھا جاتی ہے تو میں خوش ہو جاتا ہوں کہ اب میں اپنے رب کے ساتھ خلوت کروں گا اور جب صبح ہوتی ہے تو میں مخلوق کے دیدار کی کراہت سے مغموم ہو جاتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ میں بیمار ہو جاؤں اور نماز باجماعت نہ پڑھوں تاکہ میں

NafseIslam Spreading The True Teachings Of Quran & Sunnah

خلق کو نہ دیکھوں۔

آپ فرماتے تھے جو کوئی چوپاؤں پر لعنت کرتا ہے تو وہ چوپائے کہتے ہیں: آمین ہم میں اور تجھ میں سے زیادہ جو حق تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے اس پر لعنت ہو۔

آپ نے فرمایا کہ دو خصلتیں دل کو فاسد کرتی ہیں :

۱۔ بہت زیادہ سونا۔ ۲۔ بہت زیادہ کھانا۔

ایک مرتبہ ایک بچے کا پیشاب بند ہو گیا دعا کی تو شفایاب ہو گیا تو ۳۰ سال تک کسی نے آپ کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا مگر جس دن آپ کے بیٹے نے وصال فرمایا تو آپ متبسم ہوئے۔ لوگوں نے عرض کی کہ یہ کون سا موقع ہے تو فرمایا کہ حق تعالیٰ اس کے وصال سے خوش ہوا تو میں نے راضی برضائے الٰہی ہوتے ہوئے تبسم کیا۔

ردالمحتار میں منقول ہے کہ فضیل رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے۔ امام شافعی، امام بخاری و امام مسلم علیہم الرحمہ کے استاد تھے بلکہ یہ حضرات آپ سے روایت کرتے تھے اور تمیمی وغیرہ آپ کی بہت زیادہ تعریف و توصیف کرتے۔ حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ مجاورِ مکہ تھے اور ۱۸۷ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

۲- سلطان ابراہیم بن ادہم حنفی رحمۃ اللہ علیہ

تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سلطانِ دین و دنیا، امیر شرع و دین، سیمرغِ قافِقین، کنج عالم عزلت، گنجینۂ سرائے دولت، پروردۂ لطف و کرم، شاہ اقلیم اعظم، شیخ وقت ابراہیم ادہم قدس سرہ متقی تھے۔ آپ صدیق دولت، محبت اہل روزگار، انواع معاملت و اصناف حقائق سے واقف، جملہ خلائق میں مقبول، بکثرت مشائخ کی زیارت کی اور امام اعظم رضی اللہ عنہ کی مجلس علمی سے صحبت یافتہ تھے۔ جنید بغدادی علیہ الرحمہ فرماتے تھے کہ ابراہیم ادہم اس طائفہ کے درمیان علوم کی چابی ہے یعنی علم طریقت کی چابی ہیں۔

ابتدا میں آپ بلخ کے بادشاہ تھے اور ایک عالم ان کے زیر فرمان تھا۔ ایک رات اپنے تخت پر آرام فرماتے تھے چھت پر کسی کے چلنے کی آہٹ محسوس ہوئی پوچھا کون ہے؟

اس نے کہا کہ اونٹ گم ہو گئے ہیں۔ میں اس کو تلاش کر رہا ہوں۔

آپ نے کہا: اے بے وقوف! اونٹ چھت پر کس طرح آ سکتا ہے؟

اس نے کہا اے غافل! تو رضائے خدا کو ہیرے جواہرات سے مرصع زرّیں تخت پر کیسے حاصل کر سکتا ہے؟۔ اس سے سلطان کے دل میں ہیبت طاری ہو گئی اور اگلے دن اس کے دربارِ عام میں ایک شخص ذی حشم آیا، بادشاہ کے پاس گیا۔

بادشاہ نے کہا: اے شخص! تو کیا چاہتا ہے؟

اس نے کہا: میں اس سرائے میں آیا ہوں۔

بادشاہ نے کہا: یہ میرا گھر ہے سرائے نہیں ہے۔

اس نے کہا کہ تجھ سے پہلے یہاں کون آباد تھا؟

کہا: میرا باپ۔

اس نے کہا: ان سے قبل؟

کہا: میرا دادا۔

کہا: اب یہ لوگ کہاں ہیں؟

عرض کی: فوت ہو گئے ہیں

تو اس نے کہا: یہ سرائے ہی تو ہے کہ ایک آتا ہے اور ایک چلا جاتا ہے۔

یہ فرما کر صحرا کی طرف چل دیے۔ ابراہیم اس کے پیچھے دوڑے حتی کہ ان کو پا لیا اور ان کو قسم دے کر پوچھا کہ ٹھہر جایئے، آپ کون ہیں؟ اور کہاں سے آئے ہیں؟ کیونکہ آپ نے میرے تن بدن میں آگ لگا دی ہے۔

اس نے کہا: میں خضر ہوں، فوت ہونے سے پہلے توبہ کر لے کہ تیرے لیے جلدی تائب ہونے کا حکم ہے۔

آپ نے فرمایا: وقت بیداری کا ہے پس توبہ کی ملک کو خیر باد کہا اس دل بے قرار کے ساتھ بیابان کا گشت شروع کر دیا اور گریہ وزاری کرتے رہے حتی کہ آپ کا گذر ایک پل پر سے ہوا جہاں

پر آپ نے ایک نابینا کو گرتے ہوئے دیکھا اگر وہ گر جاتا تو ہلاک ہو جاتا۔ آپ نے کہا: اے اللہ! اس کی حفاظت فرما تب ساتھ ہی وہ ہوا میں معلق کھڑا ہو گیا پھر لوگوں نے اس کو پکڑا اور اسے باہر نکالا لوگ اس کی کرامت سے حیران ہو گئے۔ (۱)

نیشا پور کے اس غار میں آپ نے نو سال تک عبادت کی جب لوگ آپ کے حال سے باخبر ہو گئے تو آپ اس غار سے کوچ کر گئے اور مکہ مکرمہ چلے گئے۔

حضرت ابراہیم ادھم کی اپنے اہل و عیال سے ملاقات :

ایک دن اکابر میں سے کسی ایک نے راستے میں آپ کو اسم اعظم سکھا دیا تاکہ خدا عزوجل کو اس کے ساتھ پکاریں، خضر علیہ السلام نے آپ کو اس حال میں دیکھ کر فرمایا: اے ابراہیم! وہ میرے بھائی الیاس علیہ السلام تھے جنہوں نے آپ کو اسم اعظم سکھایا۔

پھر آپ مکہ مکرمہ پہنچے تو پیرانِ حرم نے آپ کا شاندار استقبال کیا اور تعظیم بجالائے پھر آپ نے مکہ میں رہائش اختیار کی اور لکڑیاں کاٹ کر کسب معاش کرتے تھے۔ آپ کی زوجہ اور بیٹا آپ کی زیارت کے لیے مکہ مکرمہ میں آئے۔ ایک دن آپ نے دریا کے کنارے بیٹے سے پوچھا تیرا دین کیا ہے؟ اس نے کہا دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوں۔

آپ نے کہا: الحمدللہ۔

آپ نے پوچھا: کیا تو نے قرآن سیکھا؟

لڑکے نے کہا: کیوں نہیں۔

آپ نے کہا: الحمدللہ۔

پھر پوچھا: علم سیکھا؟۔

تو لڑکے نے جواب دیا: جی ہاں۔

---

(۱) ردالمحتار میں رسالہ قشیریہ کے حوالے سے مذکور ہے کہ ایک دن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ شکار پر گئے تھے ہاتف نے آواز دی کہ کیا تم کو صرف سیر اور شکار کرنے کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ پس ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے دنیا کو ترک کر دیا اور جبہ شبانی پہن لیا اور مکہ میں داخل ہو گئے، ۷۰ سال میں شام چلے گئے اور وہیں وفات پائی۔ تذکرۃ الاولیاء میں یہ روایت بھی ہے۔ منہ کان اللہ لہ

آپ نے کہا: الحمدللہ۔

پھر ابراہیم نے چاہا کہ چلے جائیں تو آپ کی بیوی اور بچے نے اِصرار کرتے ہوئے آپ کو روک لیا تب ابراہیم نے اپنے چہرے کو آسمان کی طرف کیا اور کہا: **الٰھی اِغثنی** (اے اللہ! میری مدد فرما)۔

اسی وقت آپ کا بیٹا فوت ہو گیا۔ عقیدت مندوں نے اس واقعہ کے بارے دریافت کیا تو فرمایا کہ بچے کی محبت کے جذبات دل میں امنڈ آئے تھے تو ندا آئی :

اے ابراہیم! تم نے مجھ سے دوستی کا دعویٰ کیا اور تو دوسروں کو بھی دوست رکھتا ہے۔

پس میں نے دعا کی: اے میرے رب! میری مدد فرما۔ اگر بیٹے کی محبت مجھے تیری محبت سے باز رکھتی ہے تو تُو یا اس کی جان لے لے یا مجھے موت عطا فرما دے۔

حضرت ابراہیم ادھم کے بعض مقولات: ایک دفعہ حضرت ابراہیم کے پاس دس ہزار دینار پیش کیے گئے، آپ نے ان کو قبول نہ کیا اور فرمایا کہ جس کو تین مقامات پر حضوری نصیب نہیں ہوتی تو یہ اس کے لیے محرومی کا نشان ہے :

۱۔قرآن پڑھتے ہوئے ۲۔نماز ۳۔ذکر

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو آپ نے فرمایا: تجھے تھوڑے یقین کی محتاجی ہونی چاہیے اگرچہ تیرے پاس بہت زیادہ علم ہو۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں حضرت ابراہیم کے ساتھ سفر میں تھا آپ کے پاس زادِ راہ نہ تھا چالیس دن تک آپ نے صبر کیا۔

چند حج آپ نے پیدل کیے روزانہ زم زم کے چشمہ سے آپ پانی نہ نوش کرتے تھے کیونکہ اس کا ڈول شاہی کنویں کا تھا۔

جو بھی آپ کی صحبت میں رہنے کا خواست گار ہوتا تو آپ اس کے سامنے تین شرائط رکھتے :

۱۔خدمت میں کروں گا ۲۔نماز کے لیے اذان میں خود دوں گا ۳۔فتوح (نذرانے) میں جو چیز بھی آئے گی میں تجھ کو دوں گا۔

Nafseislam Spreading The True Teachings Of Quran & Sunnah

کرامات ابراھیم بن ادھم : آپ نے فرمایا کہ میں نے جبرئیل علیہ السلام کو خواب میں دیکھا ان کے دست مبارک میں ایک پرچہ تھا جس میں حق تعالیٰ سے محبت کرنے والوں کے نام درج تھے۔ میں نے کہا کہ میرا نام بھی لکھا ہوا ہے؟۔

فرمایا کہ تم ان میں نہیں ہو۔

میں نے کہا کہ میں ان کو دوست رکھنے والوں میں سے ہوں۔ فرمان صادر ہوا کہ میں نے تیرا نام سب سے پہلے لکھ رکھا ہے کیونکہ اس راہ میں ناامیدی کے بعد ہی اُمید پیدا ہوتی ہے۔

ایک دن آپ دجلہ کے کنارے پر خرقہ کو سی رہے تھے کہ کسی نے پوچھا کہ آپ نے ایک بخارا کو چھوڑ کر کیا پایا؟۔

آپ کی سوئی دریا میں گر گئی تو آپ نے دریا کو اشارہ کیا تو ایک ہزار مچھلیاں اپنے منہ میں سونے کی سوئیاں لے کر سطح آب پر آ گئیں۔

فرمایا: میں اپنی سوئی چاہتا ہوں، ایک کمزور سی مچھلی نے آپ کی سوئی لا کر دی۔

ابراہیم نے فرمایا: کمترین چیز جس کو میں نے سلطنت بخارا کے عوض پایا وہ یہ تھی۔

دعا کی عدم قبولیت کے موجبات : لوگوں نے آپ سے دعا کی عدم قبولیت کے بارے میں سوال کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم خدا تعالیٰ کی اطاعت، مصطفیٰ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی فرماں برداری، قرآن پر علم اور رحمٰن کا شکر ادا نہیں کرتے ہو، اور نہ تم بہشت کو طلب کرتے ہو اور نہ ہی دوزخ سے بھاگتے ہو، اور تم شیطان کے پیروکار رہو، نہ ہی تم مردوں سے عبرت حاصل کرتے ہو تم کو اپنے عیب نظر نہیں آتے اور دوسروں کی عیب جوئی میں مشغول ہوتے ہو، پھر کس طرح دعا قبول ہوگی۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ کی وفات کے دن ہاتف نے آواز دی :

آگاہ ہو جاؤ تحقیق اللہ کی امان فوت ہو گئی ہے۔

۳۔ حضرت خواجہ بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ

تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے: آپ سلطان العارفین، برہان المحققین، خلیفۂ الٰہی، دعا نامہ نامتناہی، پختہ جہان ناکامی، شیخ وقت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اکبر مشائخ، اعظم اولیا، حجت خدا، قطب عالم اور مرجع اوتاد تھے۔ آپ کی ریاضات و کرامات بہت زیادہ ہیں۔ اسرار وحقائق میں گہری نظر رکھنے والے، وجد بلیغ کے ناقد، مقام قرب میں دائم اور صاحب ہیبت تھے۔ آتش حجت میں غرق، دائمی طور پر اپنے بدن کو مجاہدہ کی بھٹی میں جلانے والے اور دل کو مشاہدہ میں رکھنے والے تھے۔ آپ کی روایات (ملفوظات) اعلیٰ احادیث کی آئینہ دار ہیں۔

آپ کے پیش نظر جو طریقت کے اسرار و معانی تھے وہ کسی سے مستنبط نہ تھے اور ہو بھی کیسے سکتے ہیں کیونکہ یہ تمام تو آپ کا ہی خاصہ ہے۔ ان کا علم صحرا زدہ ہے اور ان کا کمال و مرتبہ پوشیدہ نہیں ہے، اس لیے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا :

بایزید درمیانِ ماچوں جبرئیل است در ملائکہ۔

بایزید ہم میں ایسے ہیں جس طرح ملائکہ میں جبرئیل علیہ السلام ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ آپ کے دادا آتش پرست تھے اور آپ کے والد گرامی بسطام کے جلیل القدر بزرگوار میں شمار ہوتے تھے اور آپ کی والدہ فرماتی ہیں کہ جب آپ میرے شکم میں تھے تو میں اگر کوئی شبہ والی شے منہ میں رکھتی تو آپ شکم میں اس قدر بے چین ہو جاتے کہ میں اس لقمہ کو اُگل دیتی اور آپ اس کے مصداق ہیں جب لوگوں نے پوچھا کہ مرد کو اس راہ طریقت میں کیا بہتر ہے؟ تو فرمایا: اگر وہ بزرگ طریقت کو جانتا ہوتا تو خلافِ شریعت کوئی قدم نہ اٹھاتا۔

زیارت کعبہ میں ہر قدم پر دو رکعت نفل نماز ادا کرتے اور بارہ سال کے بعد کعبہ شریف پہنچے اور اس سال آپ مدینہ طیبہ حاضری کے لیے نہ گئے اور فرمایا کہ بارگاہِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری کو اس زیارت کے تابع کرنا سوے ادب ہے، اس کے لیے میں الگ سے احرام باندھ کر

NafseIslam Spreading The True Teachings Of Quran & Sunnah

آؤں گا اور دوسرے سال آپ پھر مدینہ طیبہ حاضر ہوئے۔ (۱)

شیخ احمد خضرویہ اپنے ایک ہزار مریدین کے ساتھ ہوا میں اڑتے اور پانی پر چلتے تھے آپ کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے، آپ نے فرمایا: اے احمد! کب تک اسی طرح چلتے رہو گے؟ عرض کی کہ پانی ایک جگہ ٹھہرا رہے تو متغیر بدبودار ہو جاتا ہے۔

آپ نے فرمایا: تو پھر تم دریا کیوں نہیں بن جاتے تا کہ تم متغیر نہ ہو۔

پھر بایزید رضی اللہ عنہ نے کلام فرمایا تو احمد خضرویہ نے سات بار عرض کی کہ کلام آسان اور سادہ فرمائیں پھر انہوں نے بایزید رضی اللہ عنہ کے کلام کو سمجھا۔ احمد خضرویہ نے کہا کہ میں نے آپ کے دروازے پر شیطان کو پھانسی پر لٹکے ہوئے دیکھا ہے۔

فرمایا: اس نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ بسطام میں نہیں آؤں گا، آج اس نے کسی کو گمراہ کرنے کی کوشش کی تو میں نے اس کو سزا کے طور پر لٹکا دیا ہے۔

عہد بایزید میں ایک آتش پرست کو لوگوں نے کہا کہ تو مسلمان ہو جا۔ اس نے کہا کہ اگر مسلمانی یہ ہے جو بایزید کرتے ہیں تو اس کی مجھ میں طاقت نہیں ہے اور اگر مسلمانی یہ ہے جو تم کرتے ہو تو مجھے اس سے شرم آتی ہے۔

احمد خضرویہ نے کہا کہ خواب میں حق تعالیٰ نے مجھے فرمایا: تمام لوگ مجھ سے کرامات کے طلب گار ہیں اور بایزید مجھ سے مجھ ہی کو طلب کرتا ہے۔

ملفوظات بایزید: ایک مرید نے شیخ سے وصیت طلب کی تو فرمایا :

---

(۱) سبحان اللہ و بحمدہ خدا تعالیٰ عزوجل کے دوستوں اور تابعین رسول مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم علیہ التحیۃ والثناء کا معاملہ اس طرح ہوتا ہے کہ قبر مطہر کا اس قدر احترام فرماتے تھے۔ رضوان اللہ علیہم و اوصل الینا من برکاتھم

اللہ کی ان پر رحمت وخوش نودی ہو اور ان کے فیوض و برکات سے ہمیں بھی فیض یاب فرمائے اور دشمنان خدا تعالیٰ کا عناد اس غایت درجہ کا ہے کہ زیارت (قبر) کو ممنوع اور غیر مشروع کہتے ہیں۔

اللھم اھدنا و ایاھم الی الصراط المستقیم .

اے اللہ عزوجل! ہمیں اور انہیں سیدھے راستے پر چلا۔ ۱۲ منہ کان اللہ لہ

۱۔ جب تو کسی بُرے اخلاق والے کی صحبت میں ہو تو اس کو اپنی نیک خصلت کی طرف لے آ۔

۲۔ اور جب کوئی تجھ کو انعام دے تو پہلے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کر اور پھر اس شخص کا جس نے تجھ کو نوازا ہے۔

۳۔ جب تجھ کو کوئی مصیبت پہنچے تو بلند آواز سے فریاد کر کہ تو اس پر صبر نہیں کر سکتا ہے اور اس مصیبت کو دفع کرنے کی جرأت و ہمت نہیں رکھتا ہے۔

لوگوں نے پوچھا کہ درجہ کمال کیا چیز ہے؟۔ فرمایا: اپنے عیب پر نگاہ رکھنا۔

لوگوں نے پوچھا: راہ حق کیا ہے؟۔ فرمایا: تو راستے سے اٹھ جا حتیٰ کہ تو واصل بحق ہو جائے۔

ارادت مندوں نے عرض کی: مردوں کے کیا کام ہیں؟۔

فرمایا: خود کو (خواہشات) دل کے تابع نہ کرنا۔

ردالمحتار میں ہے کہ بایزید شیخ المشائخ اور راسخ قدم والے تھے۔ آپ کا نام طیفور بن عیسیٰ تھا اور آپ کے دادا مجوسی تھے، پس ایمان لائے اور ۲۶۱ھ میں جنت کی طرف رخت سفر باندھا۔

NafseIslam Spreading The True Teachings Of Quran & Sunnah

۴۔ ذکر خواجہ عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ

تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ آپ زین زماں، رکن اماں، امام شریعت و طریقت، ذوالجہاد دین حقیقت، امیر اقلیم و پلارک خواجہ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ کو شہنشاہِ علما کہا جاتا ہے۔ آپ علم و شجاعت میں بے مثل و بے نظیر اور اصحاب طریقت کے محتشم افراد میں سے تھے اور فنون میں علم احوالی کو پسندیدہ جانتے تھے اور آپ بزرگ مشائخ کی صحبت میں رہے اور وہ تمام مقبولانِ بارگاہ الٰہی تھے۔ آپ کی تصانیف مشہور ہیں اور آپ کی کرامات مذکور ہیں۔

عبد اللّٰہ بن مبارک کی قبول عبادت کا بیان: جس دن آپ تشریف لائے تو حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا :

تعال یا رجل المشرق .

اے مردِ مشرق تشریف لایئے۔

حضرت فضیل رضی اللہ عنہ نے کہا :

والمغرب و ما بینھما .

بلکہ مغرب اور ان دونوں کے درمیان جو ہے۔

کسی نے فضیل بن عیاض کو کسی شخص کی یوں تعریف کرتے نہیں دیکھا ہے جس طرح وہ آپ کی تعریف کرتے تھے۔ اور عبادت میں آپ درجۂ کمال تک پہنچے ہوئے تھے۔ ایک دن آپ کی والدہ نے آپ کو باغ میں آرام کرتے دیکھا کہ پھول کی شاخ آپ کے چہرے سے مکھیاں اُڑا رہی ہے۔

آپ نے مرو سے بغداد پھر مکہ کا سفر باندھا، یہاں سے مستفید ہو کر پھر مرو واپس تشریف لے گئے۔ اہل مرو نے آپ کی بہت قدر و منزلت کی۔ اس جگہ آپ نے درس و تدریس کی مجالس کا آغاز کیا۔ اہل مرو دو حصوں میں منقسم تھے: ایک تابع فقہ اور دوسرا تابع حدیث تھا۔ پس عبداللہ بن مبارک نے ان دونوں کو جمع کر دیا تو وہ آپ کو "رضی الفریقین" کے نام سے پکارتے تھے۔

آپ کی سخاوت کا بیان: پھر آپ حجاز چلے گئے۔ ایک سال حج کرتے اور ایک سال جہاد کرتے، پھر ایک سال تجارت کرتے اور نفع کو ضرورت مندوں میں خرچ کر دیتے اور درویشوں کو کھجور دیتے اور خود گٹھلیاں شمار کرتے۔ جو کوئی زیادہ کھجوریں کھاتا تو آپ ہر گٹھلی کے بدلہ میں ایک درہم دیتے اور فرماتے: اے فرد یہ تمہارے دانت ہیں۔

تقویٰ و ورع: آپ کا تقوی بھی بے حد تھا۔ ایک دن آپ گھر میں (نفل) نماز میں مشغول تھے، آپ کا بہت قیمتی گھوڑا ایک کھیت میں چلا گیا، آپ نے اس کو وہیں چھوڑ دیا کیونکہ اس نے بادشاہ کی کھیتی سے کھایا تھا اور پیدل ہی چل پڑے۔

کرامات و ملفوظات: ایک دن ایک نابینا نے آپ سے عرض کی کہ آپ دعا کریں میری بینائی لوٹ آئے آپ نے دعا کی تو وہ نابینا اسی وقت بینا ہو گیا۔

لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ کون سی خصلت نفع بخش ہے؟۔

فرمایا: عقل وافر، ورنہ حسن ادب اور اگر یہ نہ ہو تو پھر شفیق بھائی سے مشاورت، اگر یہ بھی نہ ہو تو پھر خاموشی اور اگر یہ بھی نہ ہو تو پھر اچانک موت ہی بہتر ہے۔

فرمایا: جو ادب میں سستی کرتا ہے اس سے سنت میں خلل ظاہر ہوتا ہے اور سنت میں سستی، فرض

میں خلل انداز ہوتی ہے اور فرائض میں سستی معرفت سے محرومی کا سبب ہے اور معرفت سے محروم کو تو جانتا ہے کہ وہ کیا ہوتا ہے!۔

آپ نے فرمایا: اگر میں غیبت کروں تو پھر میں اپنے والدین کی غیبت کرنا پسند کروں گا کیونکہ ان کا حق زیادہ ہے بہت دوسروں کے۔ (کیونکہ غیبت سے انسان کی نیکیاں دوسروں کے گناہوں کو زائل کرتی اور ان کی نیکیاں بڑھا دیتی ہیں)

ایک شخص آپ کے پاؤں میں گر کر گریہ زاری کرنے لگا۔ فرمایا: کیا ہوا؟

اس نے کہا: میں نے زنا کیا ہے۔

فرمایا: مجھے ڈر لگ گیا کہ کہیں تو نے غیبت نہ کی ہو!۔

وصال کے روز آپ نے اپنا تمام مال درویشوں میں تقسیم کر دیا اور وقت وصال اپنی آنکھوں کو بند کر دیا اور مسکرائے اور فرمایا :

لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ۝

اس کی مثل عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں لوگوں نے پوچھا کہ حق تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

فرمایا: رحمت کا معاملہ۔

پھر پوچھا: عبداللہ کیسے ہیں؟

فرمایا: وہ دن میں دوبار حضرت کی کچہری میں جاتے ہیں۔

عبد اللّٰہ بن مبارک خادمِ امام اعظم ومخدوم ائمہ: آپ زاہد، فقیہ ومحدث تھے۔ فقہ، ادب، نحو، لغت، فصاحت، ورع اور کثرت سے عبادت کرنے والے، صاحب تصانیف امام تھے۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عبداللہ اس امت کے ارکان میں سے ایک ہیں۔

امام احمد کے استاد اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ آپ نے امام صاحب

کی بہت زیادہ تعریف فرمائی کیونکہ دوسرے ائمہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔

۱۸۱ھ میں آپ نے وفات پائی۔

۵- ذکر خواجہ شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ

تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ آپ متوکل ابرار، متصرف اسرار، رکن محترم، کلمہ محتشم، دلاور طریق، شیخ ابو علی شفیق رحمۃ اللہ علیہ اپنے عہد کے یگانہ تھے۔ شیخ وقت، توکل، زہد، عبادت میں راسخ قدم رکھتے تھے اور مختلف انواع کے علوم پر دسترس رکھتے تھے۔ صاحب تصانیف کثیرہ تھے اور علم میں حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ آپ کے شاگرد تھے۔ طریقت میں حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ کیا۔

بعض کلمات معرفت سمات شفیق : آپ فرماتے تھے کہ راہ خدا چار چیزوں میں ہے :

۱۔ روزی میں امن یعنی حلال رزق۔ ۲۔ عمل میں اخلاص۔

۳۔ شیطان کے ساتھ دشمنی۔ ۴۔ سفر آخرت کے لیے توشہ جمع کرنا اور غذا کو ترک کر دینا۔

کعبۃ المکرّمہ کے راستے بغداد شریف پہنچے، ہارون نے آپ سے نصیحت طلب کی تو ارشاد فرمایا :

اے ہارون! توجہ کر کہ تو حق تعالیٰ کی جانب سے صدیق (رضی اللہ عنہ) کے منصب پر فائز ہو، لہٰذا وہ تم سے صدق چاہتا ہے اور تم فاروق (رضی اللہ عنہ) کی جگہ پر فائز ہو وہ تجھ سے حق و باطل میں فرق چاہتا ہے اور تم ذوالنورین (جناب عثمان غنی رضی اللہ عنہ) کے نائب ہو وہ تم سے شرم و حیا چاہتا ہے اور تم مرتضیٰ (جناب علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم) کے خلیفہ ہو سو وہ تم سے علم و عدل چاہتا ہے۔

آپ نے فرمایا: تین چیزیں فقرا کے لیے سچی ہیں :

۱۔ فراغتِ دل ۲۔ حساب کا جلد ہونا ۳۔ راحتِ نفس

اور تین چیزیں مالداروں کے لیے لازم ہیں :

NafseIslam Spreading The True Teachings Of Quran & Sunnah

۱۔ جسمانی رنج و غم ۲۔ شغل دل ۳۔ حساب کی سختی

فرمایا: میں نے سات سو علما سے پانچ چیزوں کے بارے سوال کیا تو سب نے ایک ہی جواب دیا:

۱۔ میں نے پوچھا دانش ور کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جو دنیا کو دوست نہ رکھے۔

۲۔ میں نے پوچھا: مال دار کون ہے؟ انہوں نے کہا: جو تقسیم خدا پر راضی ہوتا ہے۔

۳۔ میں نے پوچھا عقل مند/دانا کون ہے؟ انہوں نے کہا: جو فریب دنیا میں مبتلا نہ ہو یعنی دنیا اس کو دھوکہ نہ دے سکے۔

۴۔ میں نے پوچھا: درویش کون ہے؟ انہوں نے کہا: جس کے دل میں حب اور طلب کی زیادتی نہ ہو۔

۵۔ بخیل کے بارے پوچھا تو انہوں نے کہا جو مال خدا کا حق، خدا سے پھیر کر رکھے۔ (ردالمحتار)

حضرت شفیق بلخی بن ابراہیم مشہور و معروف زاہد عابد امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور کتاب الصلوٰۃ ان سے پڑھی اس کو فقیہ ابو اللیث سمرقندی نے مقدمہ میں نقل کیا۔ آپ ۱۹۴ھ میں شہید ہوئے۔

۶ - ذکر حضرت خواجہ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ

تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ آپ شمع علم و دانش، چراغ آفرینش، عامل طریقت، عالم حقیقت، مرد خدائی خواجہ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ اس طائفہ کے اکابر میں ہیں، قدم کے سردار ہیں اور تقوی و پرہیز گاری میں آپ کو بے شک کمال حاصل تھا۔ تمام علوم پر دسترس حاصل کی، خاص طور پر فقہ میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا اور ۲۰ سال تک امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی شاگردی کا شرف حاصل کیا۔ حضرت فضیل بن عیاض اور حضرت ابراہیم بن ادہم علیہما الرحمۃ کی زیارت کی۔ آپ حضرت حبیب راعی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر طریقت تھے۔

اوائل عمری سے ہی آپ پر خوف خدا غالب رہا اور مخلوق سے روابط پیدا کرنے اور اختلاط

عوام سے بچتے تھے اور آپ کا دل دنیا سے بیزار تھا۔ آپ نے ۲۰ دینار میراث پائی اور ان کو ۲۰ سال تک استعمال میں لاتے رہے اور فرمایا کہ میں نے اس کو اس لیے اپنے پاس رکھا ہے کہ یہ میری فراغت کا سبب ہے اور روٹی کو پانی میں بھگو کر کھاتے تھے، اس وجہ سے کہ لقمہ کھانے میں جتنا وقت صرف ہوتا ہے اتنے وقت میں میں پچاس آیات کریمہ قرآن پاک کی تلاوت کر لیتا ہوں تو پھر اپنا وقت کھانے میں کیوں برباد کروں۔

پانی کا گڑھا دھوپ میں پڑا تھا۔ کسی نے کہا کہ آپ اس کو چھاؤں میں کیوں نہیں رکھ لیتے فرمایا: میں نے اس کو جس جگہ رکھا تھا وہاں پر پہلے سایہ تھا اب مجھے خدا تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ اپنے نفس کو نعمت سے آراستہ کروں۔

آپ کے پاس بہت بڑی سرائے تھی اور اس میں گھر بہت تھے جب ایک حصہ گھر کا گر گیا اور ویران ہو گیا تو آپ دوسرے حصہ میں چلے گئے، لوگوں نے پوچھا کہ آپ اس کو تعمیر کیوں نہیں کر لیتے۔ فرمایا میں نے حق تعالیٰ کے ساتھ عہد کیا ہے کہ دنیا کو آباد نہ کروں گا۔

ایک چاندنی رات میں آپ چھت پر چڑھ کر غور و فکر میں مشغول ہو گئے اور گریہ زاری شروع کر دی جس کے سبب بے خود ہو کر ہمسایہ کی چھت پر گر پڑے۔

جب نماز کے لیے جاتے تو اشک بار ہو جاتے اور فرماتے کہ مُردے ہمارے منتظر ہیں اور نماز کے بعد دوڑ پڑتے اور خانہ نشین ہو جاتے اور آپ مخلوق سے ملاقات کرنے کو مکروہ جانتے تھے۔ ایک دن ایک بھوکے کو روٹی کا ٹکڑا دیا تا کہ وہ کھا لے، اس رات آپ نے اپنے آپ سے ہم نشینی کی اور آپ کے وجود میں معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔

ابو ربیع رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے وصیت کی درخواست کی تو فرمایا: دنیا میں روزہ دار رہو تا کہ آخرت کو عید بنا سکو اور لوگوں سے گریز کرو۔

آپ نے فرمایا: ایک دن میں آلتی پالتی مار کر بیٹھا ہوا تھا، آواز آئی کہ غلام بادشاہ کے سامنے اس طرح بیٹھتا ہے۔ میں نے توبہ کی اور ٹانگوں کو سمیٹ کر صحیح طریقے سے بیٹھ گیا۔

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں دنیا اور اہل دنیا کی ذرّہ برابر بھی وقعت نہیں ہے۔

ہارون رشید نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کرنے کی خواہش کی اور آپ کی جانب چل پڑے مگر آپ نے قبول نہ کیا، آخر والدہ کی سفارش پر حاضر ہوئے اور ہارون رشید کو وعظ کیا، ہارون بہت زیادہ گریہ زاری کرنے لگا۔ جب محفل برخاست ہوئی تو کچھ مال وزر آپ کی بارگاہ میں پیش کیا اور عرض کی یہ مال حلال ہے اس کو قبول فرمائیے۔

آپ نے فرمایا کہ اس کو اٹھا لیجیے، مجھے قرض کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے میراث میں پائے جانے والے گھر کو فروخت کیا ہے اور میرا خرچ اسی سے چل رہا ہے اور میں نے حق تعالیٰ سے درخواست کی ہے کہ جب میرا نفقہ ختم ہو جائے تو میری جان قبض فرما لینا۔ چنانچہ جب نفقہ ختم ہو گیا تو اسی رات آپ نے وفات پائی، آسمان سے ندا آئی :

’داؤد حق کے پاس پہنچ گیا اور حق اس سے راضی ہے‘۔

ردالمحتار میں ہے کہ داؤد طائی ابن نصر بن نصیر بن سلیمان الکوفی عالم عابد امام اعظم کے اصحاب میں سے تھے۔ محارب بن ابن دثار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اگر داؤد امم ماضیہ (یعنی پرانی امتوں) میں ہوتے تو بے شک حق تعالیٰ آپ کا قصہ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا۔

ابو نعیم نے کہا کہ داؤد طائی نے ۱۶۱ھ میں وفات پائی۔

۷۔ حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ

تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ آپ زاہد زمانہ، عابد یگانہ، معرض دنیا، مقبل عقبیٰ، عامل کرم، حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ بلخ کے بزرگان مشائخ میں سے تھے اور خراسان میں تشریف لائے۔ حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے نیز حضرت احمد خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے بھی مستفیض ہوتے تھے۔ زہد وعبادت، ورع وادب، صدق واحتیاط میں بے بدل وبے نظیر تھے۔ بلوغت کے بعد آپ مراقبہ ومحاسبہ کی حالت میں رہتے اور صدق واخلاص کے علاوہ ایک قدم بھی نہ اٹھاتے تھے، اسی لیے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا :

صدیق زماننا حاتم الأصم .

ہمارے زمانے کے صدیق حاتم اصم ہیں۔

آپ نفس کو ذلیل کرنے والے، نفس کے دقیق مکر و فریب کو پکڑنے والے، محاسبہ کرنے میں نہایت سخت تھے، رعونات نفس کی معرفت میں آپ کے نہایت عجیب کلمات ہیں اور آپ کی تصانیف معتبر ہیں۔ ان کے نکات اور ان کی حکمت بھری باتوں کی کوئی نظیر نہیں ہے۔

آپ فرماتے ہیں :

سخا و کرم خوب ہے اور غذا بکفار بھی خوب ہے (یعنی ناشکری کے ساتھ کھانا) مگر خوفِ خدا تعالیٰ اور مخلوق سے نا اُمیدی خوب تر ہے اور فرمایا :

جاہل عابد چکی کے گدھے کی طرح ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ روزی تلاش کرتے ہیں؟

فرمایا: جی ہاں

آپ نے پوچھا: قبل از وقت یا بعد ازاں۔

امام حنبل اس مسئلہ میں بے بس و عاجز ہو کر خاموش ہو گئے۔

حضرت حاتم نے جہاد پر جاتے ہوئے اپنی زوجہ سے پوچھا کہ میں تم کو کتنا خرچ دوں؟

زوجہ نے کہا کہ جتنی آپ میری عمر چاہتے ہیں اتنا دے دیں۔

فرمایا: یہ میرے دست (قدرت) میں نہیں ہے۔

تو آپ کی زوجہ نے کہا: مجھے آپ کے ہاتھ سے روزی نہیں چاہیے۔

پس آپ جہاد کے لیے چل پڑے، لوگوں نے آپ کی زوجہ سے پوچھا کہ حاتم نے آپ کو کس قدر روزی دی، انہوں نے کہا کہ حاتم روزی کھانے والا ہے اور روزی دینے والا یہاں موجود ہے۔

حضرت حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

اس دور کے زاہدوں اور عالموں کا شکر امرا و ملوک سے بڑھ کر ہے۔

آپ نے فرمایا :

جلد بازی شیطان کا کام ہے مگر پانچ چیزوں میں جلدی کرنی جائز ہے۔

ا۔ مہمان کو کھانا کھلانے میں

۲۔ مُردوں کی تجہیز و تکفین میں

۳۔ بالغ بیٹی کا نکاح کرنے میں

۴۔ خواہشات کو ترک کرنے میں

۵۔ گناہوں سے توبہ کرنے میں

احیاء العلوم میں ہے کہ حاتم کو ان کے استاد شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ تم میرے ساتھ کتنے سال سے ہو؟

عرض کی: تیس سال سے

انہوں نے پوچھا: پھر تم نے کس قدر علم حاصل کیا؟

عرض کی: آٹھ مسئلے یاد کیے ہیں۔

حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اتنی مدت میں صرف آٹھ مسائل پڑھے ہیں۔

عرض کی: میرے استاد میں ان کے سوا کیا پڑھوں میں جھوٹ بولنے والا نہیں ہوں۔

پوچھا: وہ مسائل کیا ہیں؟

عرض کی: ا۔ میں نے دیکھا کہ میرا کوئی دوست کسی خاص چیز کو دوست رکھتا ہے وہ چیز زندگی بھر اس کے پاس رہتی ہے وہ قبر میں اس کے ساتھ نہیں جاتی، پس میں نے نیکی کو دوست بنا لیا ہے کہ وہ میرے ساتھ قبر میں جائے گی۔

حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تم نے بہت اچھی بات کی، دوسری بات بتاؤ

تو آپ نے یہ آیت پڑھی

وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰى ٥ (سورۂ نازعات: ۷۹/۴۰-۴۱)

اور جو اپنے رب کی بارگاہ میں کھڑا ہونے سے ڈرا اور خواہش نفس سے بچتا رہا پس اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔

اور کہا میں نے ہوائے نفس کو رد کر دیا ہے اور میں نے مضبوطی کے ساتھ حق تعالیٰ کی اطاعت کو اپنا لیا۔

۳۔ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ قیمتی اشیاء کو جمع کرتے ہیں پس میں نے اس آیت میں غور وفکر کیا:

مَا عِنۡدَکُمۡ یَنۡفَدُ وَمَا عِنۡدَ اللّٰهِ بَاقٍ o (سورۂ نحل: ۹۶/۱۶)

جو تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جانے والا ہے اور جو تمہارے رب کے پاس ہے وہ ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔

۴۔ میں نے دیکھا کہ لوگ رجوع مال اور حسب ونسب کی بزرگی پر باہم فخر کرتے ہیں اور یہ تمام لا شئ (کوئی شے نہیں) ہے اور میں نے اس آیت کو سمجھا:

اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ اَتۡقٰکُمۡ o (سورۂ حجرات: ۱۳/۴۹)

بے شک تم میں اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا متقی ہے۔

پس میں نے تقویٰ اختیار کیا تا کہ حق تعالیٰ کے نزدیک میں زیادہ عزت والا ہو جاؤں۔

۵۔ میں نے دیکھا کہ حسد کے سبب لوگ ایک دوسرے کو لعن طعن کرتے ہیں اور جھگڑا کرتے ہیں پس میں نے اس آیت کو پڑھا:

نَحۡنُ قَسَمۡنَا بَیۡنَهُمۡ مَّعِیۡشَتَهُمۡ o (سورۂ زخرف: ۳۲/۴۳)

ہم نے ان کا رزق ان میں تقسیم کر دیا ہے۔

پس میں مخلوق سے حسد نہیں کرتا۔

۶۔ میں نے دیکھا کہ لوگ باہم لڑائی جھگڑا، قتل وغارت گری کرتے ہیں تو میں نے اس آیت کو پڑھا:

اِنَّ الشَّیۡطٰنَ لَکُمۡ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوۡهُ عَدُوًّا o (سورۂ فاطر: ۶/۳۵)

بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اسے دشمن جانو۔

پس میں نے شیطان کو دشمن بنا لیا اور میں دوسروں سے باز آ گیا۔

۷۔ میں نے دیکھا کہ لوگ حرام کی طلب میں خود کو رُسوا کرتے ہیں پس میں نے اس آیت کو پڑھا:

وَ مَا مِنۡ دَآبَّةٍ فِی الۡاَرۡضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزۡقُهَا o (سورۂ ہود: ۱۱/۶)

اور زمین میں کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو۔

پس میں مخلوق کے حقوق کی بجا آوری میں مشغول ہو گیا۔

۸۔ میں نے دیکھا کہ لوگ جاگیر یا تجارت یا صنعت یا صحت پر اعتماد کرتے ہیں پس میں نے اس آیت کو دیکھا:

وَ مَنۡ یَّتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰهِ فَهُوَ حَسۡبُهٗ o (سورۂ طلاق: ۶۵/۳)

اور جس نے اللہ عزوجل پر اعتماد کیا تو وہ اس کے لیے کافی ہے۔

تو میں نے اللہ عزوجل پر اعتماد کر لیا اور وہ مجھے کافی ہے۔

پھر حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تم کو حق تعالیٰ نے اچھی توفیق عطا فرمائی، تحقیق یہ مسائل تورات، انجیل، زبور اور قرآن کے جملہ علوم کا خلاصہ ہیں جو کوئی ان پر عمل کرتا ہے تو تحقیق اس نے چاروں آسمانی کتب پر عمل کر لیا۔

ردالمحتار میں لکھا ہے کہ حاتم اصم امام اعظم رضی اللہ عنہ کے پیروکار ہیں۔

امام احمد نے آپ سے پوچھا کہ لوگوں سے کس طرح خلاصی پائی جا سکتی ہے؟

فرمایا: تین چیزوں سے:

۱۔ ان کو عطا کرو مگر ان سے تقاضا نہ کرو۔

۲۔ ان کے حقوق ادا کرو مگر ان سے کچھ طلب نہ کرو۔

۳۔ ان کے مکروہات کو تحمل مزاجی سے برداشت کرو تا کہ تجھے کوئی رنج نہ پہنچے۔

امام احمد نے کہا کہ یہ خصلتیں تو بہت شدید اور محال ہیں اور قادر ذوالجلال کی توفیق سے ہی ممکن ہیں۔

۸۔حضرت خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ آپ ہمدم نسیم، محرم حریم اجلال، مقتدائے صدر طریقت، رہنمائے راہِ حقیقت، عارف اسرار، شیخ قطب وقت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ مقدم طریقت وشریعت اور محبان وقت کے سردار ہیں، عارفان عہد کے خلاصہ ہیں بلکہ عارف اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک وہ ''معروف'' نہ ہوجائے۔

آپ کی کرامت وریاضت بہت زیادہ ہیں، فتوی وتقوی میں دلیل تھے۔ بہت زیادہ لطف و قرب رکھنے والے تھے اور مقام انس وشوق میں اعلیٰ درجہ پر فائز تھے۔ آپ کے والدین عیسائی تھے ایک عیسائی معلم کے پاس آپ کو بھیجا، استاد نے کہا کہ خدا تین ہیں آپ نے فرمایا: نہیں بلکہ ایک ہے۔ استاد نے آپ کو خوب زدوکوب کیا پس آپ بھاگ گئے اور امام علی بن موسیٰ رضا سلام اللہ علیہ وعلی ابائہ الکرام کے دست حق پرست پر مسلمان ہوگئے۔ چند دن کے بعد آپ نے اپنے گھر کے دروازے پر دستک دی، باپ نے پوچھا کون ہے؟ آپ نے کہا آپ کا بیٹا معروف ہوں۔

باپ نے کہا کس دین پر؟

کہا: دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوں پس آپ کے والدین بھی مسلمان ہوگئے پھر آپ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بکثرت ریاضت وعبادت کی چنانچہ صدق وصفا میں آپ مشارٌ الیہ ہوگئے۔

حضرت سعدی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں:

نہ پنی کہ در کرخ تربت بسی است
بجز گور معروف نیست

ملفوظات معروف کرخی: آپ نے فرمایا کہ اولیا کی علامت تین چیزیں ہیں:

۱۔خدا تعالیٰ سے اندیشہ

۲۔خدا تعالیٰ کے ساتھ اقرار

۳۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ مشغولیت

آپ فرماتے ہیں :

بے عمل کا بہشت کی طلب کرنا گناہ ہے بغیر اتباعِ سنت کے شفاعت کا منتظر ہونا غرور اور خیال تباہ ہے اور حق تعالیٰ کی نافرمانی کے باوجود امید رحمت رکھنا حماقت و بے وقوفی ہے۔

لوگوں نے آپ سے پوچھا: تصوف کیا ہے؟ فرمایا :

۱۔ حقائق کو پکڑنا

۲۔ دقائق کو بیان کرنا

۳۔ خلائق سے ناامیدی رکھنا

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں شہر کے کوتوال تھے۔ ایک دن انہوں نے دیکھا کہ معروف ایک لقمہ خود کھاتے ہیں اور ایک کتے کو کھلاتے ہیں انہوں نے کہا کہ اے معروف! تجھے شرم آنی چاہیے کہ کتے کے ساتھ کھانا کھا رہے ہو۔ آپ نے فرمایا میں تو اس سے شرم کرتا ہوں جو مجھے روزی عطا فرماتا ہے پھر یکایک ایک پرندہ اپنے پیر کے ساتھ سر اور آنکھوں کو ڈھانپتے ہوئے آپ کے ہاتھ پر آ کر بیٹھ گیا۔

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جو کوئی اللہ عزوجل سے شرم کرتا ہے تمام مخلوق اس سے شرم کرتی ہے۔

معروف مرغ را از ہوا بخواند
مرغ بر دست او بنشست

آپ کی وفات کے بعد آپ کو خواب میں دیکھا گیا تو پوچھا کہ اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟۔ فرمایا: جو عشاق کے ساتھ سلوک کیا جاتا ہے، مجھے بخش دیا گیا۔

محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت معروف رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟۔ فرمایا: مجھے بخش دیا گیا ہے۔

درمختار میں ہے کہ معروف کرخی بن فیروز رحمۃ اللہ علیہ مشائخ کبار اور مستجاب الدعوات میں

سے تھے۔ لوگ آپ کی قبر مبارک کے نزدیک نماز استسقاء ادا کرتے ہیں اور بارش طلب کرتے ہیں اور آپ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد گرامی ہیں۔

۲۰۰ ہجری میں وفات پائی۔

۹۔ حضرت شیخ احمد خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ

تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ آپ جواں مرد راہ، پاک باز بارگاہ، متصرف طریقت، متوکل حقیقت، صاحب فتوت، سلطان المشائخ، قطب جہاں حضرت احمد خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ خراسان کے معتبر مشائخ میں سے ہیں۔ آپ طریقت، فتوت اور ولایت کے کاملین اور جملہ طریقت کے مقبولین میں سے ہیں۔ آپ ریاضت میں مشہور و معروف ہیں۔ آپ کے ملفوظات عالیہ بہت ذہن نشین کرنے کے قابل ہیں اور آپ صاحب تصانیف ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہزار مرید ایسے تھے جو تمام کے تمام پانی پر چلتے اور ہوا میں اڑتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ ابتدا میں حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ پھر آپ نے ابوتراب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اختیار کی اور ابوحفص کی آپ نے زیارت کی تھی۔

حضرت ابوحفص رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں :

میں نے احمد خضرویہ سے بڑھ کر کسی کو بلند ہمت اور صادق احوال نہیں دیکھا ہے۔

حضرت احمد خضرویہ کے ساتھ مکر نفس: احمد فرماتے ہیں کہ ایک بار لوگ جہاد کے لیے روانہ ہوئے تو میرے نفس نے مجھے جہاد کے لیے برانگیختہ کیا اور فضائل جہاد کی احادیث مجھ پر پڑھیں کہ میں جہاد پر جاؤں۔ مجھے نفس کی یہ بات بہت عجیب لگی کہ مجھے عبادت کی ترغیب دلاتا ہے اور فضائل جہاد کی احادیث سناتا ہے۔

میں نے کہا کہ مثل سابق کی طرح نفس یہ چاہتا ہے کہ حالت سفر میں روزہ رکھنے کی مشقت سے نجات مل جائے گی اور نماز تہجد کو برخاست کر دیا جائے گا اور لوگوں سے ربط پیدا کرنے کا موقع مل جائے گا۔ آپ نے فرمایا کہ میں اس کو روا رکھتا ہوں آخر کار میں نے حق تعالیٰ کی بارگاہ میں گریہ زاری کی تضرع کیا کہ مولائے کریم مجھے فریبِ نفس سے آگاہ فرما، تب نفس سے جواب ملا کہ تُو مجھ

پر ہر روز (عبادت کی) سختیاں کرتا ہے اور لوگوں کو اس کی خبر تک نہیں ہے جہاد میں تُو شہید ہو جائے گا اور مجھے نجات مل جائے گی اور مخلوق میں تمہاری شہادت کے چرچے بلند ہو جائیں گے۔

میں نے کہا اللہ کی پناہ کہ زندگی میں نفاق اور موت کے بعد بھی نفاق، شہادت کی بدولت مخلوق میں نام داری ہو بس ان میں سے کسی کا طالب نہیں ہوں۔

ملفوظات احمد خضرویہ: آپ نے فرمایا کہ جو درویشوں کی خدمت کرتا ہے وہ ان تین چیزوں کو مکرم گردانتا ہے۔

۱۔ تواضع ۲۔ حسن ادب ۳۔ سخاوت۔

آپ نے فرمایا کہ جو کوئی یہ چاہتا ہے کہ وہ حق تعالیٰ کے ساتھ ہو جائے تو وہ صبر کا ملازم ہو جائے (اپنے اوپر صبر کو لازم کر لے) کیونکہ

انَّ اللّٰہ مَعَ الصَّابرِیْنَ o (سورۂ بقرہ: ۲/۲۴۹)

بے شک اللہ عزوجل صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

جب آپ کا وقت وصال قریب آیا اس وقت آپ سات سو دینار کے مقروض تھے اور یہ تمام دینار آپ نے مسافروں اور مساکین پر خرچ کیے تھے، قرض خواہ آپ کے دروازہ پر آ گئے، حضرت احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حالت نزاع میں مناجات کی کہ یا الٰہی! میری جان قرض خواہوں کے پاس گروی ہے، کسی کو بھیج وہ ان کا قرض ادا کرے۔ آپ اس مناجات میں مصروف تھے کہ یکا یک دروازے سے کسی نے آواز دی کہ شیخ کے قرض خواہان باہر آ جائیں وہ باہر گئے اور اپنے تمام قرض وصول کر لیے پس اسی وقت شیخ کی روح حق تعالیٰ کے جوارِ رحمت میں جا ملی۔

ردالمحتار و رسالہ قشیریہ میں نقل ہے کہ احمد خضرویہ ابی حامد لفاف خراسان کے کبار مشائخ میں سے تھے اور ۲۴۰ھ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا۔

۱۰۔ شیخ ابوبکر ورّاق رحمۃ اللہ علیہ

تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ آپ خزانۂ علم و حکمت، یگانۂ حلم و عصمت، شرف عباد، کنف زُہاد، مجرد آفاق شیخ ابوبکر ورّاق رحمۃ اللہ علیہ اکابر زُہاد سے تھے۔ آپ پرہیزگاری و تقویٰ میں تمام اور

تجرید و تفرید میں کمال تام رکھتے تھے۔ معاملۂ ادب میں بے نظیر و بے مثیل تھے اور حضرت احمد خضرویہ کے یارانِ طریقت سے تھے۔ آپ کا بلخ سے تعلق تھا اور وہیں قیام پذیر تھے۔ آپ نے ادب و ریاضت میں کافی تصانیف یادگار چھوڑی ہیں۔

ملفوظات ابوبکر وراق : آپ نے فرمایا کہ لوگوں کے تین گروہ ہیں :

١۔ امراء

٢۔ علماء

٣۔ فقراء

جب امرا تباہ ہو جاتے ہیں تو معاش تباہ ہو جاتا ہے۔ جب علما تباہ ہوتے ہیں تو دین کی رونق اٹھالی جاتی ہے اور جب فقرا تباہ ہو جاتے ہیں تو جہان سے برکت و صفا ختم ہو جاتی ہے۔

آپ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ بندے سے آٹھ چیزیں چاہتا ہے :

١۔ تعظیم فرمان حق

٢۔ مخلوق پر شفقت

٣۔ توحید حق کا اقرار

۴۔ مخلوق کے ساتھ نرمی

۵۔ خدائے منان کی اطاعت

٦۔ مؤمنین سے دوستی

٧۔ حکم خدا پر صبر

٨۔ اور مخلوق کے ساتھ حلم و بُردباری

آپ نے فرمایا: زہد تین حروف پر مشتمل ہے:

١۔ ترک زینت

٢۔ ترک ہوا (یعنی خواہش نفس)

٣۔ ترک دنیا

ردالمحتار میں طبقات تمیمی کے تحت بیان ہے کہ ابوالفرح محمد بن اسحٰق نے ابوبکر ورّاق رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر اصحاب ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہم میں معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد کیا ہے اور کہا کہ آپ کی تصانیف بہت زیادہ ہیں ان میں سے ایک شرح مختصر طحاوی ہے۔

۱۱۔ حضرت خلف بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ

ردالمحتار میں لکھا ہے کہ امام خلف بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ امام محمد بن حسن شیبانی اور امام زفر رحمۃ اللہ علیہما کے اصحاب میں سے ہیں اور قاضی الشرق والغرب امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ سے فقہ کی تعلیم حاصل کی اور ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت مدت دراز تک رہے۔ اور ان سے عرفان طریقت حاصل کرنے میں معاصرین سے سبقت لے گئے تھے آپ سے مروی ہے کہ آپ فرماتے تھے حق تعالیٰ عالم الغیب سے علم غیوب حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابۂ کرام علیہم الرضوان تک پہنچا اور ان سے تابعین تک اور ان سے امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ اجمعین تک پہنچا پس جس نے چاہا خوش ہوا اور جس نے چاہا نا خوش ہوا۔

Nafseislam Spreading The True Teachings Of Quran & Sunnah

حضرت خلف بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ بہت سے مسائل میں خاص ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ میں مسجد کو صدقہ کرنے پر (یعنی صدقہ دینے پر) گواہی قبول نہیں کروں گا۔

امام احمد ویحییٰ کا خلف سے روایت کرنا: روایت ہے اسد بن عمر سے وہ اسرائیل سے روایت کرتے ہیں کہ امام احمد ویحییٰ حضرت خلف بن ایوب سے روایت کرتے تھے۔ آپ نے ۲۰۵ھ یا ۲۱۵ھ یا ۲۲۵ھ میں وفات پائی جیسا کہ طبقات میں مذکور ہے۔

ایک مرتبہ حضرت خلف مسلح ہو کر کفار کے ساتھ لڑنے کے لیے تیار ہوئے اور اس کے بعد ابوحامد لفاف رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ اب نوبت تم تک پہنچی ہے کہ اسلحہ بھی باندھ لیا ہے مگر ضعف ریاضت اور زہد کی وجہ سے سواری نہیں کر سکتا۔

آپ نے فرمایا کہ ہم چربی (گوشت) اسی دن کے لیے کھاتے تھے تم بھی کھاؤ تا کہ دشمن خدا کے ساتھ لڑنے میں کام آئے۔

مختصر میں اسی طرح نقل ہے۔

حاکم بلخ نے متعدد بار خلف کی زیارت کی خواہش کی اور خلف رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت مرحمت نہ فرمائی۔

امیر داؤد آپ کی حالت مرض میں عیادت کو حاضر ہوئے اور خلف ان سے ہم کلام نہ ہوئے اور نہ ہی ان کی طرف اپنا رخ کیا۔ داؤد نا اُمید ہو گیا اور چہرے کو آسمان کی طرف کرتے ہوئے کہا کہ یا الٰہی! خلف میری طرف رخ نہ کر کے تیرا تقرب پا رہا ہے اور میں ان کے رخ کی زیارت کر کے تیرا تقرب چاہتا ہوں پس اے غفار! مجھے اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرما۔

جب امیر فوت ہوا تو کسی نے اس کو خواب میں دیکھا تو پوچھا اللہ عزوجل نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو کہا حق تعالیٰ نے مجھے اس دعا کے سبب بخش دیا جو میں نے خلف رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کی تھی۔ زہد الروضہ میں اسی طرح منقول ہے۔

۱۲- حضرت وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ

NafseIslam Spreading The True Teachings Of Quran & Sunnah

ردالمحتار میں لکھا ہے کہ وکیع بن جراح رحمہ الفتاح ابن ملیح کوفی، زاہد، عابد، صوفی، شیخ الاسلام اور ائمہ اعلام ہیں۔ یحییٰ بن اکثم کہتے ہیں کہ وکیع ہر دن روزہ رکھتے اور ہر رات کو قرآن پاک ختم کرتے تھے۔

ابن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے وکیع سے بڑھ کر کسی کو فاضل نہیں دیکھا۔ لوگوں نے عرض کی کہ کیا عبداللہ بن مبارک کو بھی نہیں؟ فرمایا کہ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو بھی فضیلت ہے، مگر میں نے وکیع سے فاضل تر کسی کو نہیں دیکھا۔

آپ ہمیشہ قبلہ رُو بیٹھا کرتے اور روزہ میں متابعت رکھتے تھے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے اور امام اعظم سے آپ نے بہت زیادہ علم حاصل کیا تھا اور آپ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما کے اُستاد ہیں۔

۱۹۸ھ میں آپ کا وصال ہوا اور جنت الفردوس کو رحلت فرمائی۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے وکیع بن جراح کی طرح کسی کو نہیں دیکھا جیسا کہ مرآۃ الجنان میں منقول ہے۔

(مولانا قصوری فرماتے ہیں) اے عزیز! یہ تمام استقامت و کرامت کے احوال بعض امام المسلمین تابعین کے ہیں پس غور و فکر کرو اور انصاف کرو کہ اگر یہ اولیاے کاملین اور عرفا و علماے ربانیین امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو پیشوائی کے لیے لائق تر اور فائق تر نہ جانتے تو آپ کا مذہب ہرگز پسند نہ فرماتے اور اس کی کمالِ متابعت میں اپنے کندھوں کو نہ تھکاتے۔ پس خدا تعالیٰ کے ان دوستوں کی متابعت ہی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نیک اقتدا ہے۔

باب سوم

فقہ حنفی کے بعض مسائل کی سند میں

اولاً یہ جاننا چاہیے کہ احادیث صحیحہ صحیحین (بخاری و مسلم) بلکہ صحاح ستہ میں منحصر نہیں ہیں کیونکہ یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے بہت سی صحاح کو صحیحین میں نقل نہیں کیا ہے جیسا کہ منقول ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو ایک لاکھ صحیح احادیث یاد تھیں اور صحیح بخاری میں اسقاطِ مکررات کے بعد احادیث مرفوع کی تعداد ۲۶۲۳ دو ہزار چھ سو تیئس ہیں۔ امام حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک نامی کتاب تصنیف فرمائی جس میں ان احادیث کو مجتمع کیا جنہیں شیخین (امام بخاری و امام مسلم) نے چھوڑ دیا تھا اور امام ابن خزیمہ جن کو امام الائمہ کہتے ہیں انہوں نے حدیث میں کتاب تصنیف فرمائی جس کو صحیح ابن خزیمہ کہتے ہیں۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ جو ثقہ، فاضل قیام اور ممدوح محدثین ہیں حدیث میں کتاب تصنیف فرمائی جس کو نیز منتقی ابن جارود کی تصنیف شدہ ہیں کہ تمام ان کو صحیح کہتے ہیں اور غیر صحاح ستہ ہیں مگر بعض ان احادیث کے ساتھ تکلم کرتے ہیں اور یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ صحاح ستہ کی وجہ تسمیہ بطریق تغلیب ہے جیسا کہ اقسام احادیث مثل صحاح، حسان اور ضعاف تمام ان میں

موجود ہیں۔(۱)

الکل المذکور من اصول الحدیث عن ترجمۃ الشیخ .

اصول حدیث میں تمام مذکور ہیں شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے ترجمہ کے تحت۔

(شیخ صاحب نے مشکٰوۃ المصابیح پر مقدمہ تحریر فرمایا جس میں علم حدیث پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے۔)

جب آپ نے اس تمہید کو ذہن نشین کرلیا ہے تو پھر اس بات کو بھی سنتے جائیں کہ صحاح ستہ کی تصنیف خیریتِ اقترانِ امام نعمان رضی اللہ عنہ کے زمانۂ حیات کے بعد وقوع پذیر ہوئی ہے کیونکہ بخاری وغیرہ آپ رضی اللہ عنہ کے بالواسطہ شاگرد ہیں۔ امام ہمام رضی اللہ عنہ نے مسائل فقہیہ کے لیے جن احادیث سے تمسک کیا وہ تمام صحاحِ ستہ میں موجود ہیں۔ اگر بعض محدثین حنفیت کے ساتھ تعصب کی بنا پر بعض احادیث کے ماخذ پر امام صاحب رضی اللہ عنہ پر کلام کرتے ہیں تو یہ بُری بات نہیں ہے کیونکہ اگر ان کے رواۃ مجروح تھے تو امام ہمام رضی اللہ عنہ کے رواۃ سالم ہیں پس اس میں کوئی خطرہ نہیں ہے اور مجتہد کی اپنی روایت سند کا مقام رکھتی ہے جیسا کہ ردالمحتار میں ہے۔

NafseIslam Spreading The True Teachings Of Quran & Sunnah

امام ربانی قدس سرہ الحقانی مکتوبات جلد ثانی میں فرماتے ہیں کہ امام اعظم کوفی رضی اللہ عنہ نے ورع، تقوی اور متابعت سنت کی دولت کی وجہ سے اجتہاد و استنباط میں اتنا درجہ عُلیا پایا ہے کہ دوسرے اس کی فہم میں عاجز و بے بس ہیں اور آپ کے مجتہدات کو دقت معانی کی وجہ سے قرآن و سنت کے مخالف گردانتے ہیں وہ آپ کو اصحاب رائے میں شمار کرتے ہیں۔

---

(۱) شرح نخبۃ الفکر اور اس کی شرح میں لکھا ہے کہ علماء کا اس پر اجماع ہے کہ احادیث صحیحہ پر عمل کرنا واجب ہے خواہ وہ احادیث صحیحین میں ہوں یا اس کے ماسوا کتب احادیث میں ہوں صحیحین میں مذکور احادیث فی نفسہٖ صحیح ہیں۔

مولوی عبدعلی صاحب منتہی الکلام میں لکھتے ہیں کہ شیخ ابوبکر زکریا تقریب میں فرماتے ہیں کہ ہر حدیث صحیح جائز العمل نہیں ہے چہ جائے کہ وہ واجب العمل ہو اور اس مسئلہ کے مفصل دلائل ان کی شروح مثل تہذیب وغیرہ میں پائے جاتے ہیں بلکہ ملخص کلام قدوۃ المحدثین والفقہاء والمتبحرین کمال الدین ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ سے اس پہنچا ہے کہ ضروری نہیں ہے کہ بخاری و مسلم کی ہر روایت واجب القبول ہو کیونکہ جرح و تعدیل میں بعض روایات میں اختلاف ہے ممکن ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک روایت مجروح ہو اور شیخین کے نزدیک موثق ہو اور اسی طرح انہوں نے کسی چیز کو مطلقاً موضوع یا ضعیف کیا ہو مگر ہمارے نزدیک وہ ضعیف یا موضوع نہ ہو۔

کل ذالک لعدم الوصول الی حقیقة علمه و درایته و عدم الاطلاع علی فهمه و فراسته .

یعنی یہ زعم امام کے علم کی حقیقت کو دریافت نہ کرنے ، آپ کی فہم سے ناواقفیت اور فراست صحیحہ کی عدم دستیابی کے سبب پیدا ہوا ہے۔

مگر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی فقاہت سے اکتسابِ فیض کیا تو فرمایا :

الفقهاء کلهم عیال أبی حنیفة فی الفقه .

تمام فقہا فقہ میں ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں۔

ناقدین نے کچھ احادیث یاد کی ہوتی ہیں اور احکامِ شرعیہ کو ان میں ہی منحصر کیے ہوتے ہیں اور اپنے حاشیۂ خیال میں جو حدیث نہ ہو اس کی نفی کرتے ہیں۔

ہر آں کرمیکہ در سنگ نہانست ☆ زمین و آسماں او ہمانست

ہر وہ کیڑا جو پتھر کے نیچے ہے اس کے لیے زمین و آسمان سب وہی ہے۔

محدث دہلوی رحمہ القوی شرح سفر میں لکھتے ہیں کہ بعض اذہان میں یہ بات اس طرح آتی ہے کہ مذہب حنفیہ رائے اور اجتہاد پر مبنی ہے اور مخالف حدیث ہے، یہ بات محض غلط اور صریح جہالت ہے۔ اس ورطہ کا سبب وقوع یہ ہے کہ بعض شافعی محدثین نے اپنی کتب میں جیسے مصابیح اور مشکوٰۃ اور اس کی مثل میں اپنے مذہب کے لیے بہت تتبع اور تفحص کے بعد دلائل کو جمع کیا ہے اور احادیث میں مذہب حنفی پر طعن و جرح میں پڑ گئے اور یہ تعصب بلا مقصد نہیں تھا کتب حنفیہ پر نظر دوڑائیں جو کہ دیارِ عرب میں مشہور و معروف ہیں ان کو سیکھنا چاہیے تاکہ حقیقت حال منکشف ہو جائے۔

اور مواہب الرحمٰن اسی مذہب کی ایک کتاب ہے اس کے شارح رحمۃ اللہ علیہ نے آیات و احادیث صحیحہ کو لانے کا التزام کیا ہے اور جن احادیث سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے استدلال فرمایا ہے امام اعظم رضی اللہ عنہ نے ان سے تمسک و استدلال نہیں فرمایا ہے اور لوگوں نے یہ گمان کیا کہ ان کا مذہب حدیث کے مخالف ہے حالانکہ درحقیقت اس مقام پر دیگر احادیث ہیں جو ان سے صحیح تر اور قوی تر ہیں ان سے تمسک و استدلال کیا گیا ہے۔

مذہب حنفی جامع منقول و معقول ہے۔ بعض حضرات شوافع کو آپ سے حد درجہ کا حسد ہے اور

درحقیقت بات یہ ہے کہ ہر کہ فاضل تر محسود تر (جو فاضل ترین ہوتا ہے اس سے حسد بھی بدترین ہوتا ہے) شافعیوں کا یہی حال ہے جبکہ آپ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھیں تو وہ آپ کی کیسی مدح وثنا کررہے ہیں، فرماتے ہیں :

الناس کلھم عیال علی فقه ابی حنیفة رضی اللّٰه عنه .

تمام لوگ فقہ میں ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بچے ہیں۔

اوران علاقوں میں معتبر مشہور کتب جیسے فتح القدیر، مرقاۃ ولمعات یہ دونوں مشکوٰۃ کی شرح ہیں اور کبیری وغیرہ میں احادیث صحیحہ مستند فقہ حنفیہ کی موجود ہیں۔ چنانچہ فقہ کے چار مسائل جن میں لوگ بے راہ ہوگئے ہیں سند صحیح کے ساتھ ان کا مختصراً ذکر کیا جائے گا، مٹھی بھر چند کو بطور نمونہ پیش کرتا ہوں باقی مسائل کو اسی پر قیاس کرلیں۔

تحقیق مسئلہ رفع یدین نزد رکوع وقومہ

NafseIslam Spreading The True Teachings Of Quran & Sunnah

پہلا مسئلہ رفع یدین کا ہے۔ صحیح حدیث میں تکبیر تحریمہ، رکوع اور قومہ کے وقت رفع یدین کرنا وارد ہے۔(۱)

---

(۱) رسالہ دراسات اللبیب میں عدم رفع الیدین کی بعض احادیث کو ابن عربی کے کشف کی بنا پر ضعیف اور بعض کو موضوع کہا گیا ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ وہابیوں کا باہمی معاملہ بھی نہایت مختلف ہے کیونکہ دریائے ستلج کے نواح اور ملک سوتر نواح کے اقامت پذیر وہابیوں نے ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تکفیر پر فتاوا جات تحریر کیے ہیں اور آپ کی تکفیر کے اثبات کے لیے کلکتہ سے رسالہ جات آتے ہیں۔ نعوذ باللہ منہ

اور صاحب دراسات نے پاس خاطر کے لیے حسرت موصوف کے احقاق کشف کے لیے علماء واولیاء سے جو مستند احادیث ہیں ان کو ضعیف وموضوع کہتے ہیں

گہی افراط گہتہ وتفریط کردند
میاں نیک وبد تخلیط کردند

کہیں افراط وتفریط کرتے ہیں نیک وبد کے درمیان تخلیط کرتے ہیں۔

چونکہ دراسات میں اہل سنت کی مقررات کو پس پشت ڈال دیا ہے چنانچہ انبیاء علیہم السلام کے بغیر عصمت ثابت نہیں ہوتی ہے اور فضائل صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر بعض احادیث جو کہ معتبرات میں مذکور ہیں ان کو موضوع کہا ہے اور مذاہب ائمہ اربعہ کے مجتہدات پر تشنیع بلیغ کے ساتھ لب کشائی کی ہے۔ سواد اعظم اور جمہور کا

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ رکوع اور قومہ میں رفع یدین کرنے کو مستحب گردانتے ہیں جیسا کہ امام نووی نے شرحِ صحیح مسلم میں اس کی تصریح کی ہے۔ جبکہ امام ترمذی، ابوداؤد اور نسائی کی حدیث صحیح میں جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے متعلق ہے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہارے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھوں؟

پس آپ نے نماز ادا کی اور تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین نہ کیا اور نہ ہی اس کو دوبارہ ادا کیا (رفع یدین کو)۔

پس ان دونوں احادیث میں تعارض پیدا ہو گیا امام اعظم رضی اللہ عنہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے تمسک و اِستدلال کیا اور امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رفع یدین کے باب میں مناظرہ کرتے ہوئے فرمایا :

حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے راوی حدیث رفع کے راویوں سے زیادہ فقیہ و دانا ہیں پس حدیث مسعود کو ترجیح حاصل ہے کیونکہ آپ حدودِ اسلام اور شرائع کے عالم ہیں اور رسول اکرم

بقیہ.... تقابل وخلاف کیا ہے اس صورت میں اگر کوئی مستندات حنفیہ کو حقیر شے کہے اور حق کو باطل میں چھپا دے تو یہ کتنی تعجب انگیز بات ہے۔ واللّٰہ یحق الحق و لو کرہ المبطلون (اور اللہ حق کو غالب کرتا ہے اگرچہ باطل پرستوں کو برا لگے) اور حضرت ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض کشفیات کے احوال کو مکتوبات مجددیہ میں تلاش کرنا چاہیے کیونکہ اس طرح کے معاملات میں اولیاء وعرفاء کاملین واکمل کو تصرف حاصل ہے تاکہ دین احمدی کے حضرت مجدد پر یہ توفیقات کشفی، تحقیقات الہامی، مفردات علمی وعملی منکشف ہوں اور مکمل تسلی ہو جائے۔ فقیر راقم نے لاہور میں خلیفہ حمید الدین صاحب سے مولف دراسات کے احوال پوچھے انہوں نے فرمایا کہ مولوی غلام علی قصوری سے جو کہ اس فرقہ کے علماء ہیں ممتاز ہیں اور تقوی سے سرفراز ہیں ہم نے ان سے پوچھا تھا کہ دراسات کیسی کتاب ہے انہوں نے کہا کہ یہ کتاب سراسر خراب ہے میں نے تو صرف از روئے مسئلہ حدیث پر عمل پیرو ہونے کے لیے طباعت کی اجازت دی تھی مگر بعد میں جب میں اس کے مضامین سے مطلع ہوا تو میں نے اپنے رفقاء کو آگاہ کر دیا کہ یہ کتاب خراب ہے اور اس سے مطلع ہوا اور اس پر عمل فقط ناصواب ہے پھر خلیفہ صاحب نے فرمایا کہ بعض لوگوں کی زبانی یہ بات پہنچی ہے کہ مولوی موصوف اس کتاب کی تعریف کرتے ہیں مگر یار اعتبار نہیں آتا ہے کہ مولوی صاحب اس قدر دوغلی اور دورُخی پالیسی کے حامل ہیں۔ لیکن لاہور کے نومسلمین میں اس کا بہت شور وغوغا ہے اور وہ اس کو آسمان سے نازل شدہ وحی کی مانند مانتے ہیں بلکہ بعض نوزائیدہ طابع و ناشرین نے اس کے مطالعہ کے بعد کتب فقہ کی اشاعت سے استغفار کر لیا ہے اور غالب ہے کہ چند دن کے بعد اس کتاب سے بھی ان کا استغفار ظاہر ہو جائے گا۔

صلی اللہ علیہ وسلم کے احوالِ مبارکہ کا مشاہدہ کرنے میں آپ زیادہ فہیم و دانا ہیں اور سفر و حضر میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم ہیں، لہٰذا آپ کی حدیث تمہاری نسبت زیادہ مختار و راجح ہے۔

اور اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ رفع یدین کی جنس سے چند افعال و اقوال ابتدائے نماز میں مباح تھے اس کے بعد وہ منسوخ ہو گئے چنانچہ سلف و خلف کے بے شمار علمائے کرام نے لکھا ہے کہ حدیث رفع یدین منسوخ ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رفع یدین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل مبارک تھا پھر آپ نے اس کو ترک فرما دیا۔

امام طحاوی نے سند صحیح کے ساتھ مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز اَدا کی تو آپ نے رفع یدین نہ کیا سوائے تکبیر تحریمہ کے۔

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر حضرت وائل رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بار رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا ہے تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پچاس بار دیکھا ہے کہ آپ رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اقتدا میں نماز پڑھی تو یہ تینوں سوائے تکبیر تحریمہ کے رفع یدین نہ فرماتے تھے۔

طحاوی اور بیہقی نے سند صحیح کے ساتھ حضرت اسود رضی اللہ عنہ سے روایت کی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ صرف تکبیر تحریمہ میں رفع یدین کرتے تھے۔

حضرت عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین نہ فرماتے تھے اور اس کا اِعادہ نہ فرماتے تھے۔

پس فعل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف خلفائے راشدین وغیرہم کے معمولات کا پیوست کیا ہوا ثبوت رفع یدین کی منسوخیت پر قوی دلیل ہے۔

یہ تمام منقولات مرقاۃ، فتح القدیر، کبیری اور صحاح ستہ مطبوعہ حواشی میں متفرق طور پر موجود ہیں۔

مرقاۃ میں ہے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ رکوع اور قومہ میں رفع یدین نہ کرتے تھے۔ حدیث صحیح کے ساتھ مستند ہے جس کو صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

مالی أراکم رافعي أیدیکم کأنها أذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوٰة . (۱)

یعنی کیا معاملہ ہے کہ میں تم کو اپنے ہاتھ اس طرح رکھتے ہوئے دیکھتا ہوں جیسے چالاک گھوڑوں کی دُمیں ہوں تم نماز میں سکون سے کھڑے ہوا کرو۔ (یعنی اپنے ہاتھوں کو نہ اٹھایا کرو۔)

مسند خوارزمی وغیرہ میں اسی طرح منقول ہے کہ اگر تو یہ کہے کہ صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں ہاتھ سے اشارہ کرنے سے منع فرمایا ہے پس اس حدیث کو بھی اس پر حمل کرنا چاہیے۔

میں (مولانا قصوری) کہتا ہوں کہ ان دو احادیث میں لفظ **رافعی ایدیکم** (تم اپنے ہاتھوں کو بلند کرتے ہو) نہیں فرمایا ہے بلکہ

یشیرون بأیدیکم و تورؤن بأیدیکم . (۲)

تم اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہو اور تم اپنے ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہو۔

فرمایا ہے پس یہ بات تو اظہر من الشّمس ہے کہ ہاتھ اٹھانا اور چیز ہے اور ہاتھ سے اشارہ کرنا اور ہے۔

اور پہلی حدیث میں ہاتھ اٹھانے سے منع کیا گیا ہے :

اسکنوا فی الصلوة .

تم نماز میں سکون سے رہو۔

---

(۱) صحیح مسلم: ۱/۳۲۲ حدیث: ۴۲۹...... سنن ابوداؤد: ۱/۳۸۲ حدیث: ۱۰۰۲...... نسائی: ۳/۴ حدیث: ۱۱۸۴۔

(۲) صحیح مسلم: ۱/۳۲۲ حدیث: ۴۳۱...... نسائی: ۳/۶۴ حدیث: ۱۳۲۶۔

موجود ہے اور دونوں حدیثوں میں اشارہ سے منع کیا گیا ہے، یہ لفظ مفقود ہے کیونکہ سلام کرنے سے خروجِ تام ہو جاتا ہے اور رفع یدین کرنے سے منع کرنا نماز میں ہے پس امرِ واحد پر حمل کرنا جائز نہیں ہے، لہٰذا دانائی سے کام لو اور انصاف کرو، حق کی اتباع کرو اور افسوس نہ کرو۔

تتمہ: ردالمحتار میں ہے کہ انتقالات کے دوران (رکوع وقومہ میں) رفع یدین کرنا ہمارے نزدیک مکروہِ تحریمی ہے اور مکحول رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے تحت جو امام ہمام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

مسئلہ دوم: جہر بسملہ کے بیان میں

امام شافعی رضی اللہ عنہ بلند آواز سے بسم اللہ پڑھنے کا کہتے ہیں اور امام اعظم رضی اللہ عنہ پست آواز سے بسم اللہ پڑھنے کے قائل ہیں۔

امام ہمام رضی اللہ عنہ نے حدیث صحیح سے استدلال کیا ہے جو کہ صحاح ستہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی اقتدا میں نماز پڑھی پس وہ الحمد للہ رب العٰلمین سے ابتدا فرماتے تھے یعنی وہ بسم اللہ (جہر یعنی بلند آواز سے) نہیں پڑھتے تھے۔

اور صحیح مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ وغیرہا میں اس کی تصریح ہے کہ آں سرورِ مختار وصحابہ کبار بسم اللہ نہیں پڑھتے تھے۔

اور صحیح بخاری کے مطبوعہ میں حاشیہ لکھا ہے کہ صاحب عینی شارح صحیح بخاری سے منقول ہے کہ جملہ احادیث جہر ضعیف ہیں اور صحاح ومسانید مشہور میں مروی نہیں ہیں۔

اور اسی طرح ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے اور کبیری میں اس کی مثل لکھا ہوا ہے۔ پھر لکھتے ہیں کہ دارقطنی نے جہر بسملہ میں ایک تصنیف فرمائی تھی مالکیہ نے ان سے قسم دے کر پوچھا کہ جہر بسملہ صحیح حدیث میں آئی ہے تو آپ نے کہا: نہیں۔

اور اسی طرح مسند خوارزمی میں مذکور ہے۔

محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے ترجمہ مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ تحقیق سے یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، خلفاے راشدین اور دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثابت ہے کہ وہ بسم اللہ کو بلند آواز سے نہیں پڑھتے تھے اگرچہ نماز جہری ہی کیوں نہ ہو۔

شیخ ابن ہمام نے بعض حفاظ الحدیث سے نقل کیا ہے کہ کسی حدیث سے صریحاً جہر بسم اللہ ثابت نہیں ہے مگر یہ کہ ان کی اسناد میں قبح ہے۔

اور مسانید اربعہ مشہورہ کے ارباب میں سے کسی نے بھی اس طرح کی کوئی حدیث کا اخراج نہیں کیا حالانکہ یہ کتب ضعیف احادیث پر بھی مشتمل ہیں۔

اور اسی طرح صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین وغیرہم سے لاتعداد بے حساب ائمہ کرام جہر بسم اللہ روایت نہیں کرتے تھے۔ اور اگر کبھی کسی نے کوئی روایت کی بھی تو وہ بھی صرف برائے تعلّم تھا یا کمالِ قرب کی وجہ سے جو انہوں نے ان کے بعض مقتدیوں سے سنا تھا۔

اور ترمذی نے دو باب باندھے ہیں: ایک برائے جہر تسمیہ کے لیے اور دوسرا ترک جہر تسمیہ کے لیے اور ترک جہر تسمیہ کی احادیث کو ترجیح دی ہے اور فرمایا کہ اسی جانب اکثر اہل علم صحابہ کرام جیسے ابوبکر، عمر، عثمان وعلی وغیرہم اور تابعین اور ان کے مابعد بھی اسی جانب راجح ہیں۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین

اور اس مقام پر شرح میں زیادہ کلام کر دیا ہے چنانچہ ظاہر ہو گیا کہ مذہب امام اعظم ہی اصح اور راجح ہے۔

مسئلہ سوم: قراءت خلف الامام

حدیث صحیح میں آیا ہے: **لا صلوٰة لمن لم یقرء بفاتحة الکتاب .** (۱)

یعنی جس نے فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں ہے۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ نے اس حدیث سے ہر حال میں فاتحہ پڑھنے کا حکم فرمایا ہے اور وہ اس

---

(۱) صحیح بخاری: ۱/۱۵۲ حدیث: ۷۵۷...... صحیح مسلم: ۱/۲۹۵ حدیث: ۳۹۴۔

کوفرض کہتے ہیں۔ جبکہ امام اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن پاک میں ہے :(۱)

فَاقْرَءُ وْا مَا تَیَسَّر مِنَ الْقُرْآنِ o (سورۂ مزمل:۷۳/۲۰)

قرآن میں جوتم کوآسان ہے اس کی تلاوت کرو۔

نیز حدیث صحیح میں ہے جو کہ صحاح ستہ میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کوتین بار نماز کا اِعادہ کروایا پھراس کوتعلیم دینے کے بعد صحابۂ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا :

اذا قمت الی الصلوۃ فکبر ثم اقراء بما تیسر معک من القرآن. (۲)

جب تم نماز کے لیے کھڑے ہوتو تکبیر کہو پھر تم کوقرآن سے بآسانی جو میسر ہواس کی تلاوت کرو۔

پس آیت اور حدیث سے مطلق قرآن کی قراءت فرض ہوئی اور حدیث فاتحہ اس کے واجب ہونے پر محمول ہے کیونکہ کمالِ نماز فاتحہ کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا ہے۔ اور حدیث صحیح میں فاتحہ کے بغیر پڑھی ہوئی نماز کوخداج (ناتمام) فرمایا گیا ہے نہ اس کے بطلان پر امر ظاہر فرمایا جیسا کہ الفتح وغیرہ اور صحاح کے حواشی میں ہے۔

شاہ عبدالغنی صاحب حاشیہ ابن ماجہ میں لکھتے ہیں کہ قراءت خلف الامام صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اجتہاد سے متعلق تھی جب آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم کواس کے بارے میں معلوم ہوتا منع فرمادیتے تھے۔

موطا امام مالک، ترمذی اور امام احمد وغیرہم حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت پر کہتے ہیں کہ جوبغیر فاتحہ کے نماز ادا کرے اور کچھ نہ پڑھے مگر یہ کہ وہ امام کے پیچھے ہو یعنی امام کی اقتدا میں بغیر فاتحہ پڑھے تو نماز درست ہوتی ہے۔ ترمذی نے اس حدیث کوصحیح اور حسن کہا ہے۔

---

(۱) امام بیہقی نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہما سے اخراج کیا ہے، فرماتے ہیں کہ لوگوں نے اجماع کیا ہے کہ یہ روایت قرات نماز میں سے ہے چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لمعات شرح مشکوۃ اور امام ابن الہمام نے فتح القدیر شرح ہدایہ سے ایسا ہی کہا ہے۔

(۲) صحیح بخاری:۱/۱۵۲حدیث:۷۵۷......صحیح مسلم:۱/۲۹۵حدیث:۳۹۴۔

محدث دہلوی ترجمہ مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ ہماری دلیل یہ حدیث مبارکہ ہے :

من كان له إمام فقراء ة الامام قراء ة له . (۱)

جس کا امام ہو تو امام کی قراءت ہی اس کی قراءت ہے۔

اور یہ حدیث صحیح ہے بخاری و مسلم کے علاوہ تمام نے اس کو نقل کیا ہے اور ہدایہ میں ہے :

و عليه إجماع الصحابة .

اور اس پر صحابۂ کرام کا اجماع ہے۔

اور بخاری شریف مطبوعہ کے حاشیہ پر فتح القدیر کے حوالہ سے نقل ہے کہ یہ حدیث موطا امام مالک میں بھی موجود ہے اور بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

کبیری میں موطا امام محمد کے حوالہ سے ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قراءت نہیں کرتے تھے پس امام کی اقتدا میں جہری و سری میں قراءت نہ کرے۔

تتمہ: درمختار میں ہے کہ قراءت خلف الامام مکروہ تحریمی ہے اور درر البحار میں مبسوط سے خواہر زادہ میں آیا ہے کہ قراءت خلف الامام سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور پڑھنے والا فاسق ہو جاتا ہے اور یہ چند اصحاب سے مروی ہے اور ردالمحتار میں ہے کہ قراءت خلف الامام سے نماز کے فاسد ہونے پر چند اصحاب سے مروی ہیں اور خزائن میں کافی سے منقول ہے کہ مقتدی کو قراءت سے منع کرنے والی مرویات اسی (۸۰) ہیں جن میں کبار صحابہ ہیں اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور عبادلہ ثلثہ رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں اور تحقیق یہ ہے کہ محدثین نے جملہ صحابہ کرام کے اسمائے گرامی بھی شمار کیے ہوئے ہیں اور اسی طرح نہایہ حاشیہ ہدایہ میں ہے۔

ترجمہ مشکوٰۃ میں ہے: اور امام محمد نے آثار میں کہا ہے کہ اجماعِ صحابہ کرام سے یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ قراءت خلف الامام سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ (۲)

---

(۱) سنن ابن ماجہ: ۱/۲۷۷ حدیث: ۸۵۰...... سنن دار قطنی: ۱/۳۲۳ حدیث: ۱۔

(۲) عمدۃ المفسرین زبدۃ المتکلمین امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں امام کی عقل کامل اور علم شامل کے بارے میں لکھتے ہیں کہ مدینہ میں سے ایک جماعت امام ہمام کے پاس قراءت خلف الامام کے بارے میں مناظرہ کی غرض سے آئی اور تشنیع کا آغاز کر دیا۔ امام ہمام نے فرمایا کہ ایک شخص کا جماعت کے ساتھ مناظرہ ممکن نہیں ہے

مسئلہ چہارم: آمین بالجہر

ایک حدیث جس کو ترمذی نے 'حسن' کہا ہے۔ وارد ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم **ولا الضآلین** پڑھتے تو آمین کہتے اپنی آواز کو کھینچ کر لمبا کرتے۔

امام شافعی نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔ جبکہ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے آمین کو پست کہنے کا حکم فرمایا ہے۔

عینی شرح صحیح بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مذہب حنفیہ کے متمسک کرنے میں ایک حدیث ہے جس کو امام احمد، ابوداؤد طیالسی اور ابویعلی موصلی رحمہم اللہ تعالیٰ نے اپنی مسانید میں اور طبرانی نے معجم میں دارقطنی نے سنن میں حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم "**ولا الضآلین**" پڑھتے تھے تو آمین آہستہ کہتے تھے۔

حاکم نے کہا کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کے نزدیک صحیح ہے مگر انہوں نے اس کو نقل نہیں کیا۔ نیز حضرت وائل رضی اللہ عنہ سے جو روایت منقول ہے وہ حنفیہ کے لیے مستند ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر و علی رضی اللہ عنہما بلند آواز سے آمین نہ کہتے تھے۔

ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امام کو چار چیزیں آہستہ کہنی چاہیے:

۱۔تعوذ ۲۔تسمیہ ۳۔آمین ۴۔ثنا (سبحانک اللّٰھم)

بقیہ....تم خود اپنے میں سے کسی زیادہ ذہین فہیم کا چناؤ کر لو پس انہوں نے اپنے میں سے ایک اعلم شخص کا انتخاب کیا۔ امام صاحب نے فرمایا کہ یہ تم میں سب سے زیادہ دانا ہے انہوں نے کہا کیوں نہیں آپ نے فرمایا کہ اس شخص کے ساتھ مناظرہ گویا کہ تمہارے ساتھ مناظرہ کرنا ہے انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس کا الزام تمہارا الزام ہے انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ امام نے فرمایا کہ اگر میں نے مناظرہ میں اس کی دلیل کا رد کر دیا تو وہ تمہاری دلیل کا رد ہوگا انہوں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ اس کا الزام حجت تمہارا کس طرح ہوگا انہوں نے کہا کیونکہ یہ ہمارا امام ہے اس کا قول ہمارا ہی قول ہے پس امام صاحب نے کہا کہ اسی طرح جب ہم نماز میں کسی کو اپنا امام بناتے ہیں تو اس کی قراءت ہماری قراءت ہے پس تمام ملزم ہوئے اور امام صاحب کی حقانیت ان پر روشن و پختہ ہوگئی کیونکہ حدیث صحیح سے یہی اشارہ ہے کہ **من له امام فقراة الامام قراءة له** جس کا امام ہو تو امام کی قراءت مقتدی کی قراءت ہے۔ سبحان اللہ و بحمدہ مذہب حنفی جامع منقول و معقول ہے۔

نیز حنفیہ کہتے ہیں کہ آمین دعا ہے اور دعا میں اصل یہ ہے کہ اس کو آہستہ آواز میں پڑھا جائے اللہ عزوجل کے اس قول کے مطابق :

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَّ خُفْيَةً o (سورۂ اعراف: ۵۵/۷)

تم اپنے رب کو عاجزی کے ساتھ اور آہستہ آواز سے پکارو۔

حاشیہ صحیح بخاری مطبوعہ میں امام عینی کے کلام کا یہ خلاصہ ہے۔

مرقاۃ اور کبیری وغیرہما میں لکھا ہے کہ جب سرّ و جہر والی حدیث میں تعارض واقع ہے تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول اخفا کا ہے تو ہم اسی کو چنیں گے کیونکہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اخفا معلوم ہے۔ اور قرآن میں بھی فرمایا گیا ہے :

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَّ خُفْيَةً o

تم اپنے رب کو عاجزی کے ساتھ اور آہستہ آواز سے پکارو۔

اور آمین دعا ہے اور تعارض کے وقت ہم اخفا کو آیت اور قیاس کے سبب ترجیح دیں گے۔

اور مرقاۃ میں ہے کہ آمین کا قرآن میں سے نہ ہونے پر اتفاق ہے تو پھر اس کو قرآن کی مثل بلند آواز سے بھی نہ پڑھا جائے جیسا کہ قرآن میں لکھا ہوا نہیں ہے لہٰذا تعوذ پر اتفاق ہے کہ یہ قرآن میں نہیں ہے۔

ترجمہ مشکوٰۃ میں ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ امام کو چار چیزیں آہستہ کہنی چاہیے:

۱۔ تعوذ ۲۔ تسمیہ ۳۔ آمین ۴۔ ثنا

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی اسی کی مثل روایت ہے اور اسی طرح فقہ کی معتبرات میں منقول ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ لمعات اور ترجمہ مشکوٰۃ میں ابن ہمام رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ جہر اور سماع آمین معتبر نہیں ہے۔

اسی طرح ردالمحتار میں ہے یعنی آمین کو بلند کہنا مروّج و معمول نہیں تھا بلکہ کبھی کبھی تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ شریفہ سے ہے کہ آپ کبھی کبھی سرّی نماز میں آیت قرآنیہ کو بلند تلاوت فرماتے تھے جیسا کہ صحیحین وغیرہ میں ہے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی نمازوں

میں فاتحہ اور سورہ پڑھتے تو ہم کبھی کبھی کوئی آیت سن لیتے تھے۔

بلکہ نسائی اور ابن ماجہ نے اپنی صحاح میں ایک باب اس سلسلہ میں منعقد کیا ہے اور اس کا نام یہ ہے :

باب الجهر بالآية أحيانا في صلوة الظهر و العصر .

صحیح ترمذی مطبوعہ کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ بلند آواز سے آمین برائے تعلیم تھا۔

ابوداؤد مطبوعہ کے حاشیہ میں موجود ہے کہ لمعات میں جمع الجوامع السیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے تحریر ہے کہ حضرت عمر و علی رضی اللہ عنہما جہر نہیں کرتے تھے نہ آمین پر نہ بسملہ پر اور نہ ہی تعوذ پر۔

خاتمہ

تقلید اور حدیث کے ظاہر پر عمل کا بیان

اشباب و نظائر جو اصول فقہ کی معتبر کتب میں سے ایک ہے اس میں امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کو نقل کیا ہے کہ چار مذاہب کے سوا کسی کی تقلید نہ کرنے پر اجماع ہے (۱) کیونکہ مذاہب ائمہ اربعہ مضبوط، مشہور اور منتشر ہیں اور ایسا بہت سی کتب میں لکھا ہوا ہے۔

---

(۱) صاحب معیار نے معتبر کتب فقہ کے اس اجماع کو نقل کرنے کے سبب میں بہت زیادہ ترمیم کی ہے اور اعتراض کیا ہے کہ اس اجماع سے نہ مرکب ہوسکتا ہے اور نہ ہی بسیط۔ زہے عیاری معیاری کہ امام فخر الدین رازی، امام ابن الہمام، ابن نجیم اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی وغیرہم کی معیار میں بہت زیادہ ستائش ہے اور اس مسئلہ میں ان کی بے علمی و کج فہمی کو سامنے لاتے ہو اسی کو تو اتباع ہوا کہتے ہیں۔ جاننا چاہیے کہ ان روایات سے مراد اجماع بسیط ہے کیونکہ مجتہدین فی المسائل جن کو طبقۂ سوم میں شمار کرتے ہیں انہوں نے اجماع کیا ہے کہ مذاہب اربعہ کے علاوہ کسی پر عمل کرنا باطل ہے اور وہ جو قاضی صاحب اور امام رازی کے کلام میں اجماع مرکب وارد ہوا ہے اس کا معنی یہ ہے کہ اختلاف کیا ہے۔ اس مسئلہ میں چند وجوہ جو مستفاد ہوتی ہیں وہ یہ ہیں کہ مذاہب اربعہ کے علاوہ کسی پر عمل کرنا باطل ہے۔

شرح سفر میں ان چہار ائمہ دین اور مقتدایان ملت رضی اللہ عنہم اجمعین کو صراط مستقیم لکھا ہے کیونکہ ان نفوس قدسیہ نے احادیث، اقوال صحابہ وسلف کے ضبط و ربط اور ان میں تطبیق و توفیق کو واضح کیا ہے تفسیر و تاویل اور ناسخ و منسوخ کے درمیان غایت درجہ کی جد و جہد اور محنت کی ہے اور اس باب میں کتاب و سنت کی روشنی میں استنباط احکام واضح ہیں غیر مجتہد کو ان کے سوا کوئی چارہ اور سبیل نہیں ہے مشائخ طریقت اور ان کے بزرگ بھی انہیں مذاہب کے پیروکار ہیں مگر جو پایۂ اجتہاد تک پہنچے ہوئے ہیں تو انہوں نے اپنی رائے سے اجتہاد کیا ہے جو ان کے موافق یا مخالف ہوتا ہے اور اسی (شرح سفر) میں ہے کہ بالجملہ مذہب حق و طریق وصول بمنزل مقصود اور خانۂ دین میں داخل ہونے کے لیے یہی چار دروازے ہیں اور ہماری سابقہ منقولات میں یہ بات واضح طور پر موجود ہے کہ ائمہ ثلاثہ نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کی بہت زیادہ مدح سرائی کی ہے اور آپ کی راہ میں مجسمۂ ادب بنے کھڑے ہیں بلکہ معبر (جیسا کہ خیرات حسان وغیرہ) میں ہے کہ ائمہ اہل بیت اطہار سلام اللہ علیہم وعلی ابائہم نے ہمارے امام رضی اللہ عنہ کے مذہب کو اختیار و پسند فرمایا ہے اور تعریف و توصیف کے ساتھ دعائے خیر فرمائی ہے۔ (یعنی ائمہ اہل بیت نے امام کے اجتہاد کو پسند فرمایا اور دعا و ثنا فرمائی)

یہ بات بھی ثابت ہے کہ مذہب حنفی منقول و معقول کے موافق ہے اور بے شمار علماء و اولیاء نے اس مذہب کو اختیار فرمایا اور اس کی متابعت میں ہمہ تن مشغول ہیں پس اس مذہب کا تمذہب (یعنی مذہب اختیار کرنا) عین اتباع کتاب و سنت ہے۔

ظاہر حدیث پر عمل کرنا

بہر حال حدیث پر عمل کرنا تو رد المحتار جو کہ مقبول عرب و عجم ہے اس کی کتاب الصوم میں لکھا ہے کہ علماء نے اجماع کیا ہے کہ ظاہر حدیث پر عمل نہیں کرنا چاہیے کیونکہ تتبع احادیث و اخبار، ناسخ و منسوخ کے درمیان فرق کرنا، راویوں کے احوال کو یاد رکھنا، تحقیق و تاویل، احادیث کے درمیان تطبیق و توفیق کرنا اور اس سے متعلقہ دیگر احکام میں غور و خوض کرنا مجتہدین کا ہی خاصہ ہے۔ نیز بہت سی ایسی صورتیں ہیں جس میں ظاہر حدیث پر عمل پیدا ہونا ائمہ اربعہ کے نزدیک عبادت کو باطل کر

دیتا ہے جیسا کہ کتے کے جھوٹے پانی سے وضو کرنا اور بعض سر کا مسح کر کے نماز ادا کرنا یا ایسا پانی جو دَہ در دَہ (دس ہاتھ) سے کم ہو اس میں نجاست گری ہوئی ہو اور اس سے وضو کرنا اور سر کے بعض حصہ کا مسح کرنا اور ذَکر کو ہاتھ سے چھونا اور نماز ادا کرنا اور دَہ در دَہ سے کم پانی میں نجاست گری ہو اور اس سے وضو کرنا اور نماز میں فاتحہ نہ پڑھنا پس ان تمام صورتوں میں تلفیق (۱) پیدا ہو جائے گی اور ائمہ اربعہ کے نزدیک نماز جائز نہ ہوگی حالانکہ احادیث پر عمل ہوا ہے جس کو مجتہدین نے قبول کیا ہے۔ اور اسی طرح صدہا صورتیں ہیں کہ حدیث کے ظاہر پر عمل کرنے سے عبادت باطل ہو جاتی ہے۔ (۲)

پس بہت تعجب خیز بات ہے کہ لوگ عربی علوم سے ناواقف ہیں حالانکہ قرآن وحدیث کی فہم کا ناطہ ان سے جڑا ہوا ہے اور بعض نیم مُلاّ پھر کسی طرح ظاہر حدیث پر عمل کرنے اور ترک تقلید کا دم مارتے ہیں، کیا وہ نہیں دیکھتے کہ استاذ کل حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب جن کی قرآن وحدیث پر استعداد وسعت علمی ہے کہ کسی کو ان کے سامنے دم مارنے کی مجال نہیں ہے تمام عمر امام ہمام کی تقلید میں گزار دی اور کبھی بھی نماز میں رفع یدین نہ کیا اور بسم اللہ کو بلند آواز سے نہ پڑھتے تھے بلکہ ابھی بھی اس معنی پر معتبر لوگوں کی گواہی موجود ہے بلکہ تفسیر عزیزی جلد اول میں مجتہدین کی اطاعت کو فرض کہا ہے اور ایسا نہیں کہا جائے گا کہ عامہ مومنین کی اطاعت کو خاص مجتہدین نے فرض لکھا ہے پس علما اس سے خارج ہیں جیسا کہ میں کہتا ہوں کہ عوام مجتہدین کے مقابل واقع ہوئی ہے پس مجتہدین کے سوا تمام عوام مقلدین ہیں چنانچہ ردالمحتار میں ہے:

---

(۱) حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ بخارا کے سوالات کے جوابات ارشاد فرماتے ہوئے تلفیق کو ناجائز اور باطل لکھا ہے اور عام کتب معتبرہ میں فقہ مبین ہے کہ **ان الحکم الملفق باطل بالاجماع** (بے شک ملفق کا حکم اجماعاً باطل ہے) یعنی تلفیق کا حکم کیا گیا ہے تمام مذاہب کے نزدیک باتفاق باطل ہے۔ (مطلب یہ ہے کہ حدیث پر عمل کرنے سے تلفیق لازم آتی ہے اور وہ باطل ہے)

(۲) حیرت بالائے حیرت یہ ہے کہ محدثین کی تقلید جو کہ اکثر مقلدین مجتہدین کی شان ہے وہ تقلید کرتے ہیں اور ائمہ مجتہدین کی تقلید جو کہ محدثین کے پیشوایان ہیں ان کا انکار کرتے ہیں۔ **اعاذنا اللہ تعالیٰ من سوء الفھم و ھدانا و ایاھم الی صراط المستقیم.** (اللہ عزوجل ہمیں قبیح سوچ سے بچائے اور ہمیں اور ان کو سیدھے راستہ پر چلائے۔) ۱۲ منہ کان اللہ لہ (مذہب کے خلاف صحیح حدیث پر عمل کرنا اس مسئلہ کی تحقیق تحفۂ دستگیریہ میں کر دی ہے اور اس جگہ نہیں کی ہے۔ واللہ ھوالہادی)

ان المقلد یشمل العامی و من له تامل فی العلم و الفهم

مقلد ہونا عوام کو شامل ہے اور جس کو علم و فہم میں تامل ہو۔

نیز عالم ربانی قیوم زمانی مجدد الف ثانی قدس سرہ الحقانی جو کہ اس دیار ہند میں مایۂ افتخار ہیں، مریدین اور مستفیدین کے لیے آپ کی پند و سند زبدۃ الابرار ہیں اور عرب و عجم میں ان کا ذکر خیر مشہور اور زبان عالم پر مذکور ہے۔ نیز محدث و محقق عالم و عارف برحق محمد عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ جن کا پورا ہندوستان علوم دینیہ کی نشر و اشاعت میں مرہون منت ہے اس زمانہ کا ہر چھوٹا بڑا آپ کے خرمن فیض نشاں کا خوشہ چین ہے۔

پس یہ دونوں بزرگ حنفی المذہب تھے اور اپنی تصانیف میں جا بجا حقیت احناف کے لیے لب کشائی کرتے ہیں تابع حق کے لیے اس قدر کافی و وافی ہے اور بے یقین پیر وِشکرا کے لیے وحی آسمانی بھی غیر شافی ہے۔

اور بعض متعصبین امام المومنین رضی عنہ رب العالمین کی شان میں طعن و توہین کرتے ہیں، علمائے ربانیین نے کتب دین میں ان کے شافی جوابات دیے ہیں اور شکوک و شبہات کی بیخ کنی کی ہے جیسا کہ اس کی خوشبو رد المحتار اور مسند خوارزمی وغیرہما میں مسطور ہے اور یہ بات یقینی طور پر تسلیم شدہ ہے کہ طاعنان امام نعمان رضی عنہ رب الرحمٰن حسد و حقد (کینہ) میں مبتلا تھے بلکہ ان میں بعض تو کبھی امام زمان رضی اللہ عنہ کی تعریف و توصیف میں بحث کرتے ہیں اور کبھی کسی وقت وہ پیشوائے جہاں رضی اللہ عنہ کے دشمنوں کی تحقیر کرنے میں مصروف ہوتے ہیں جبکہ تعارض کلام تو تساقط کا موجب ہے اور قاعدہ کلیہ ہے:

فاضل تر محسود تر

فاضل ترین شخص کے حسد کرنے والے بھی بکثرت ہوتے ہیں۔

اور سنت مستمرہ ہے کہ لوگوں کی زبانیں مقبولان حق میں بے صرفہ (ناجائز) جاری ہوتی ہیں۔

رد المحتار میں لکھا ہے کہ جب امام ہمام رضی اللہ عنہ کے فضائل مشہور ہوئے تو حاسدین کی زبان درازی کی عادت قدیمہ بھی مشروع ہو گی اور آپ رضی اللہ عنہ کے اجتہاد اور عقیدہ پر جس سے آپ مبرّا ہیں، طعن درازی شروع ہو گئی اور طاعنین بَد کی ہرزہ سرائی سے یہ مراد تھی۔

NafseIslam Spreading The True Teachings Of Quran & Sunnah

يريد الجاهلون ليطفؤه
و يابى الله الا ان يتمه

جاہل یہ چاہتے ہیں کہ چراغ خدا کو گل کر دیں اور اللہ تو اس کو روشن کرنا چاہتا ہے۔ (۱)

چنانچہ حاسدین امام مالک، شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہم پر بھی طعن کرتے ہیں بلکہ بعض (رافضی) ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کی شان میں زبان طعن دراز کرتے ہیں (۲) بلکہ بعض تو جمیع صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تکفیر کرتے ہیں۔ (نعوذ باللہ من ذلک)

و من ذا الذی ینجو من الناس سالما
و للناس قال بالظنون و قیل

---

(۱) یہ شعر بھی اسی مفہوم پر مشتمل ہے ؎
فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے (مترجم)

(۲) میں نے لاہور میں سنا ہے کہ نو مسلمین اکابر علماء حنفیہ مثل امام ابن الہمام اور شیخ عبدالحق جو کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے پیشوا ہیں ناشائستہ زبان استعمال کی بلکہ نوبت تو دشنام طرازی تک پہنچ چکی ہے۔ نعوذ باللہ۔ میں (مولانا غلام دستگیر قصوری) نے کہا کہ جب یہ فرقہ امام ابوحنیفہ سے رہائی نہیں پا سکا تو پھر علماء وعرفاء حنفیہ تک کیسے پہنچ سکتا ہے حسد کی وجہ سے ان کو مطعون کیا اور وہ جند اللہ کے زمرے میں شامل ہوئے۔

ایک شخص نے میرے استاد عالم عارف مقبول عمدہ علماء فحول جناب میاں صاحب مولانا حافظ عبدالرسول سلمہ اللہ تعالیٰ (رحمۃ اللہ علیہ) سے عرض کی کہ حضرت آپ کے گرد وپیش وہابیوں کی بکثرت شکایات آ رہی ہیں، آپ نے فرمایا: الحمدللہ اس جماعت (یعنی اہل سنت) میں اہل اللہ داخل ہیں کیونکہ یہ مطعون لوگ اولیاء معظم ہیں اگر ہم کو اس لڑی میں پروہیں تو یہ ان کا احسان ہوگا۔

لاہور کے نو مسلمین سے تو بہت تعجب ہے کہ اسلام میں داخل ہو کر پھر سواد اعظم اور جماعت میں شامل ہونے سے کیوں روکتے ہیں۔

نعوذ بالله من الشذوذ عن جماعة الابرار فانه من شذشذ فی النار. والله هو الهادی ۱۲ منه کان الله له

ہم نیک لوگوں کی جماعت سے الگ ہونے سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کیونکہ جو اس سے ایک بالشت بھر بھی جدا ہو سب سے الگ جہنم میں گرا۔ ۱۲ منہ کان اللہ لہ

اور کون ہے جو لوگوں کی زبانوں سے بچ سکے اور لوگوں کی گفتگو تو ان کے گمان کے تابع ہوتی ہے۔

مکتوبات مجددیہ میں جو کچھ امام حنفیہ رضی اللہ عنہ کی شان میں لکھا گیا ہے وہ سب حق پر مبنی ہے:

قاصرے گر کند ایں طائفہ را طعن قصور
حاش للہ کہ برارم بزبان ایں گلہ را

ہمہ شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ اند
روبہ از حیلہ چساں بگسلد ایں سلسلہ را

یعنی آپ (مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) بلا تکلف وتعسف کے فرماتے ہیں کہ نظر کشفی میں مذہب حنفی کی نورانیت ایک عظیم دریا کے رنگ کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے اور تمام مذاہب مختلف رنگوں کی لکیروں اور خانوں میں (چھوٹے چھوٹے) نظر آتے ہیں اور یہ بات بھی ملاحظہ ہو کہ اہل اسلام کا سواد اعظم بھی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پیروکاروں میں سے ہیں اور یہ مذہب اصول وفروع میں اپنے تابعین کی کثرت کی وجہ سے ممتاز ہے اور استنباط (مسائل) میں اس کا طریق الگ ہے اور یہ معنی مبنی بر حقیقت ہے۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ تقلید میں بہت سی مرسل احادیث کو احادیث مسند کے رنگ میں متابعت کے شایان شان سمجھتے ہیں اور اپنی رائے پر مقدم رکھتے ہیں اور اسی طرح قول صحابی کو بھی شرف صحبت کی وجہ سے اپنی رائے پر مقدم رکھتے ہیں۔

نیز مکتوبات شریف میں ہے کہ خاص کر دین میں الہام کمالات حقیہ کا مظہر ہے جیسا کہ اجتہاد مظہر احکام ہے الہام مظہر دقائق واسرار ہے جس سے اکثر لوگوں کی فہم وکوتاہ ہے۔

پس میری بات پختہ اور مقرر ہوگئی کہ سوادِ اعظم میں دخول کے لیے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مذہب میں شامل ہونا ضروری ہے، اس سے خروج اور اس کا انکار بہت بڑے نقصان کا موجب

ہے۔(۱)

ترمذی اور ابن ماجہ کی حدیث میں ہے :

ید اللّٰہ علی الجماعۃ اتبعوا السواد الأعظم فانہ من شذ شذ فی النار.(۲)

شیخ نے اس کا ترجمہ کرتے ہوئے فرمایا :

یعنی اللہ کا ہاتھ اور احسان الٰہی جماعت پر ہے اور یہ حق تعالیٰ کی اہل حق کی نصرت و حفاظت کے لیے کنایہ ہے اور خاص اس کی توفیق کے ساتھ ہی احکام کا استنباط اور دریافت حق پر اطلاع ملتی ہے۔

واتبعوا السواد الأعظم .

اور تم سواد اعظم کی پیروی کرو۔

یعنی اکثر اور جمہور خاص کر تم جب اختلاف کرتے ہو اور متفرق ہو جاتے ہو اور زائل ہونے لگتے ہو تو حق تعالیٰ اس کی حفاظت اور عصمت کے لیے عذاب کو بھیجتا ہے اور ان کے احوال کو فاسد کر دیتا ہے۔

فانہ من شذ شذ فی النار .

---

(۱) ردالمحتار میں لکھا ہے کہ سلف میں بعض کا بعض کے ساتھ تکلم پیدا ہوا جیسا کہ صحابہ کرام میں واقع ہوا ہے کیونکہ یہ تمام مجتہدین تھے پس وہ اپنے مخالف کا انکار کرتے تھے خصوصا جب وہ دوسروں کی خطا پر مطلع ہوتے ہیں مگر ان کا مقصد محض نصرت دین ہوتا تھا اور ہمارے زمانہ کے علماء کا بھی عجب حال ہے یہ کھانے پینے لباس، نکاح اور بکثرت عبادات میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ امام اعظم کی برکت سے محروم رہنا ہی کافی ہے۔ حق تعالیٰ ہم کو ان سے پناہ عطا فرمائے، ہمیشہ ہمیں مجتہدین اور جمیع صالحین کی محبت میں قائم رکھے اور قیامت کے دن ہمیں ان کے محبین کے زمرہ میں شامل فرما۔ آمین **بجاہ النبی الامین صلی اللّٰہ علیہ وسلم**

اور ہادی حقیقی کے نومسلمین کو ہدایت فرما اور وہ انکار و استبرا سے باز آ جائیں اور اہل اللہ کی برکت سے محروم نہ رہیں اور انہوں نے انصاف نہیں کیا کہ جن کے آبا و اجداد خادم شرع، واقف اسرار دین اور دریائے اصول و فرع کہیں ان کا تکبر و غرور حضوری سے موجب بعد ہے۔ منہ عفی عنہ

(۲) مستدرک حاکم: ۱/۱۱۶ حدیث: ۳۹۶...... جامع الاحادیث سیوطی: ۱۷/۴۳۔

پس تحقیق جو شخص جماعت سے تنہا ہو جاتا ہے اور سواد اعظم سے الگ ہو جاتا ہے تو اس کو دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

اسی طرح مرقاۃ میں ہے کہ جماعت سے مراد فرقہ ناجی ہے وہ اہل علم وفقہ ہیں جو رسولِ مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار پر لوگوں کو مجتمع کرتے ہیں۔

نقیر وقطمیر (چونچ مارنا اور کھجور اور گٹھلی کے درمیان جھلی) میں اور اپنی جانب سے کوئی تحریف و تغییر نہیں کرتے ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے۔

الحمدللہ یہ رسالہ پانچ (۵)، چار (۴) اور گیارہ (۱۱) کی نسبت کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

اللہ عزوجل کے فضل وکرم سے امید رکھتا ہوں کہ میرے لیے اسی مناسبت اور علمائے کرام کی برکت کے طفیل آخرت میں حق تعالیٰ اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں خود قبولیت کی خلعت پہنائے اور امت حبیب علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی فلاح وکامرانی کے اس کو ہر خاص وعام کے لیے باعث نفع بنائے۔

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لَنَا بِالْخَيْرِ وَاخْتِمْ لَنَا بِالْخَيْرِ وَاجْعَلْ عَوَاقِبَ اُمُوْرِنَا بِالْخَيْرِ .

اے اللہ! ہمارے لیے بھلائی کو کھول دے اور ہمارا خاتمہ خیر پر فرما اور ہمارے کاموں کا انجام خیر فرما۔

مناجات

الٰہی ایں مستغرق در مناہی

یگانہ در روسیاہی

از زاد تہی دست

واز توشہ باد در مشت

مگر دوستی دوستاں ترا حرز جاں دارد

وحب محبان ترا عین ایمان انگارد

عجب نیست کہ معاملہ المرء مع من احب فرمائی

وایں واجب العقوبت را مغفرت نمائی

الٰہی یہ بندہ گناہوں میں مستغرق ہے، کثرت گناہ کے سبب روسیاہی میں یگانہ ہے زاد راہ سے تہی دست ہوں اور ہتھیلی میں توشہ بھی نہیں ہے مگر تیرے دوستوں کے ساتھ دوستی کو بہت عزیز رکھتا ہوں اور تیرے محبوبوں کے ساتھ محبت کو عین ایماں سمجھتا ہوں، یہ عجب نہیں ہے کہ تو میرے ساتھ ایسا معاملہ فرمائے کہ آدمی نے جس کے ساتھ محبت کی اسی کے ساتھ ہوگا اور تُو اس یقینی سزا کے حق دار کی مغفرت فرما۔

یا الٰہی تو نے اپنے مقرب بندوں کے ساتھ اصحاب کہف کے کتے کی دوستی کو بیان کیا ہے کہ ان کا کتا غار کے منہ پر کہنیوں کو پھیلائے بیٹھا ہے اور یہ بے چارہ ناکارہ تیرے دوستوں کے کوچہ کے کتوں کی خاک کے برابر بھی (خود کو) نہیں سمجھتا اور تیری رحمت سے یہ بات بعید نہیں ہے کہ تُو میری خاک کو اڑا دے، مجھ میں فرق پیدا نہ فرما اور تُو مجھے اسی حالت میں زندہ رکھ اور موت دے اور پھر مجھے (بزم محشر میں) اٹھا۔

الٰھی کمال نیست کہ افتخار آید و جمال نیست کہ بپار اید و اعمال نیست کہ مدد فرماید و مال نیست کہ بکار آید

یا الٰہی میرے پاس کوئی کمال نہیں ہے کہ اس پر فخر کروں اور نہ ہی جمال ہے کہ تیری بارگاہ میں پیش کرسکوں اور نہ ہی اعمال اس قدر ہیں کہ تُو مدد فرمائے اور نہ ہی مال ہے کہ کام آئے۔

ہمارے اوپر رحم فرما اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے!

ہم پر کرم فرما اے ہمارے کریم جل جلالہ وعم نوالہ!

نا اُمید کو پُر امید فرما دے اور اپنے مقبولین کی شفاعت سے دو جہاں میں ثمر آور فرما۔

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند — آیا بود کہ گوشۂ چشم بما کنند
دردم نہفتہ بہ زطبیباں مدعی — باشد کہ از خزانہ غیبم دوا کنند

و اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین و صلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد و عترتہ اجمعین .

NafseIslam Spreading The True Teachings Of Quran & Sunnah

تقریظ

حضرت عمدۃ الاولیاء والعلماء مرشد ہر ذکی وغبی مولانا الحافظ

غلام نبی للہ والے خلیفہ حضرت میاں صاحب قصوری

قد طالعتها من اولها الی آخرها فوجدتها صحیحة مطابقة للمعتبرات و هذا القدر کاف للمنصف العقیل و لا جدوی للمتعسف المتعصب و لو تلیت علیه التورة و الانجیل. (۱)

العبد فقیر غلام نبی احمدی عفی عنہ

تقریظ

حضرت زبدہ علماء کاملین مولانا الحافظ خلیفہ حمید الدین

خلف الصدق حضرت استاذ الکل خلیفہ صاحب لاہوری

طالعت هذه الرسالة فوجدتها عجالة نافعة مشتملة علی ذکر الصالحین مع بعض مسائل الدین مترجمة عن عبارات المعتبرین کافیة للمنصفین لا للمتعصبین. (۲)

واما العبد الراجی رحمة رب العالمین الخلیفه حمید الدین عفی عنه.

---

(۱) میں نے از اول تا آخر اس کا مطالعہ کیا تو اسے معتبرات کے مطابق بالکل درست پایا۔ ایک منصف مزاج کے لیے اتنا بہت ہے، اور متعصب وجاہل کی تسکین ممکن نہیں، حتیٰ کہ توریت وانجیل کی تلاوت سے بھی اسے تسلی وتشفی نہیں ہو سکتی۔

(۲) مجھے اس رسالے کو پڑھنے کا شرف نصیب ہوا۔ میں نے اسے صالحین کے ذکر پر مشتمل بہت ہی نفع بخش پایا۔ نیز اس میں معتبرات سے بہت سے دینی مسائل بھی بیان کیے گئے ہیں جو متعصبین کو چھوڑ کر اہل انصاف کے لیے یقیناً مفید ونافع ہوں گے۔

تقریظ

حضرت حضرت واعظ لوجہ اللہ مولوی حافظ ولی اللہ لاہوری

قد سمعت هذه الرسالة فوجدتها موافقا لعقائد الاسلام الحق ما قال السيد الطحطاوى فى حاشية الدر المختار قال بعض المفسرين و هذه الطائفة المسماة باهل السنة والجماعة قد اجتمعت اليوم فى المذاهب الاربعة و من كان خارجا من هذه المذاهب فهو من اهل البدعة والنار. كان عزالدين اذا افتى عاميا بحكم امامه يامره بجميع شروطه و يقول له ان تركت شرطا لم تصح عبادتك. فكل من خطا مجتهدا بعينه فكانه خطا الشارع. و ليس فى قوة احد بعد الاربعة ان يبتكر الاحكام و يستخرجها من الكتاب والسنة. الكل من ميزان الشعرانى. (۱)

حافظ ولی اللہ حنفی لاہوری

تاریخ تالیف وطبع لفظ ''غفرہ'' آمدہ

یعنی حق تعالیٰ اس رسالہ کے مولف وعامل کو بخشے۔

---

(۱) میں نے اس رسالے کی سماعت کی تو اسے بالکل عقائد اسلام کے مطابق پایا۔ سید طحطاوی نے درمختار کے حاشیے پر بڑی اچھی بات فرمائی ہے کہ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ اہل سنت و جماعت نامی یہ گروہ اس وقت مذاہب اربعہ میں منحصر ہے۔ لہٰذا جو شخص ان چاروں مذاہب میں سے کسی کی تقلید نہیں کرتا تو وہ بدعتی اور ناری ہے۔ شیخ عز الدین جب کسی شخص کو فتویٰ دیتے تو اس کے امام کی جمیع شرطوں کے عین مطابق دیتے اور فرماتے کہ اگر تم نے ان میں سے کسی ایک شرط کو بھی ترک کیا تو تیری عبادت ناقص تصور کی جائے گی۔ جس نے کسی مجتہد کو خاطی جانا اس نے گویا شارع پر انگشت نمائی کی۔ ائمہ اربعہ کے بعد اب یہ کسی کے امکان میں نہیں کہ احکام کو نکالے اور کتاب وسنت سے ان کی تخریج کرے۔ ہم نے یہ ساری باتیں امام شعرانی کی کتاب 'میزان الشریعۃ الکبریٰ' کی روشنی میں پیش کی ہیں۔

نتیجۂ فکر

”غبار راہ طیبہ“ محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری (حسن ابدال - پاکستان)

۱۴۳۵

جو نقش عظمت ارباب حق ہے
نہ ہو گا وقت کی گردش سے زائل
کسی طوفان تند و تیز سے بھی
نہ گل ہو گا چراغ مرد کامل

قطعۂ تاریخ طباعت رسائل محدث قصوری (جلد اول)

وہ تصویر کمالات و فضائل　　محقق اور عالم اور فاضل
برائے عظمت دین محمد　　قصوری نے لکھے عمدہ رسائل
کیا اسلام کا اس نے بڑا کام　　میسر تھے نہ جب اتنے وسائل
جو عالی مرتبہ اہل نظر ہیں　　قصوری کی ہیں اس نیت کے قائل
اکٹھے کر دیے ثاقب رضا نے　　قصوری کے اہم تر دس رسائل
علو عزم اور بااخلاق ثاقب　　وہ اب ان کی اشاعت پر ہے مائل
یہ اس کی قابل تحسین کاوش　　قبول عام ہو گا اس کو حاصل
کہی طارقؔ نے تاریخ اشاعت
”صحیفہ“ کہہ کے ”فیضان رسائل“

۱۹۳ + ۱۲۴۲ = ۱۴۳۵ ہجری

مادۂ تاریخ سن عیسوی: ”چراغ خیر“ 2014 عیسوی

☆☆☆☆☆